ماھنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۹	رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ / ستمبر ۲۰۰۸ء	جلد : ۱۶

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مدیر اعلٰی	نائب مدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے.........سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ ۷۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش............. سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ............... سالانہ ۲۰ ڈالر

امریکہ.............................سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ MCB (0954) 7914-2

فون نمبرات

جامعہ مدنیہ جدید : +92 - 42 - 5330310

خانقاہ حامدیہ : +92 - 42 - 6152120

فون/فیکس : +92 - 42 - 7703662

رہائش ''بیت الحمد'' : +92 - 42 - 7726702

موبائل : +92 - 333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۵
ملفوظات شیخ الاسلامؒ	حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکویؒ	۱۱
حضرت عائشہؓ کی عمر اور حکیم نیاز احمد کا مغالطہ	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۳
تقریب ختم بخاری شریف		۱۸
سالانہ اِمتحانی نتائج دورۂ حدیث شریف		۲۳
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب	حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحبؒ	۲۸
عورتوں کے رُوحانی امراض	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ	۳۱
اَز تو می خواہم دُعاِ مُستجاب	حضرت سیّد اَنور حسین شاہ صاحبؒ	۳۳
کیا تکافل کا نظام اِسلامی ہے؟	حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدلواحد صاحب	۳۴
گلدستۂ احادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۲
رمضان المبارک کی عظیم الشان فضیلتیں....	حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب	۴۴
حضرت مولانا اَرشد مدنی صاحب کا دورۂ پاکستان	جناب حافظ تنویر احمد صاحب شریفی	۵۰
کیا وہ عافیہ صدیقی ہے؟	جناب عرفان صاحب صدیقی	۵۸
دینی مسائل		۶۲
اخبار الجامعہ		۶۳

آپ کی مدتِ خریداری ماہ ....ختم ہوگئی ہے

آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ....................روپے جلد اِرسال فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم امابعد!

۲۱؍اگست کو واہ کینٹ کی آرڈیننس فیکٹری کے مین دروازوں پر تھوڑے تھوڑے وقفہ سے دو خودکش دھماکے ہوئے جس کے نتیجہ میں اَب تک بیاسی افراد شہید اور ایک سو پچاس افراد زخمی ہو چکے ہیں۔ یہ دھماکے عین اُس وقت کیے گئے جب فیکٹری میں چھٹی ہوئی تھی اور مین گیٹ پر واپس جانے والے ملازمین کا رَش تھا۔

اِس سے پہلے بھی ملک کے مختلف شہروں میں عوامی مقامات پر خودکش دھماکے ہوئے جن میں اَب تک سینکڑوں بے قصور اور معصوم جانوں کا ضیاع ہو چکا ہے تمام طبقوں اور جماعتوں کی جانب سے اِن دھماکوں کی مذمت کے باوجود اِن اَندھے دھماکوں میں دِن بدن اِضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔

ہر روز اَخبارات میں حکومت کی جانب سے یہ خبر لگی ہوتی ہے کہ سکیورٹی ہائی اَلرٹ کر دی گئی ہے۔ عجیب بات ہے کہ جب گزشتہ روز یا اُس سے پیوستہ روز سکیورٹی ہائی اَلرٹ کر دی گئی تھی تو پھر آج ہائی اَلرٹ کرنے کے کیا معنٰی ہیں؟ اِس کا مطلب سوائے اِس کے اور کچھ نہیں ہے کہ حکومتیں اِن دھماکوں کو روکنے میں بری طرح ناکام ہو چکی ہیں اور جب بھی کوئی دھماکہ ہو جاتا ہے تو دفع الوقتی کے لیے چند رَٹے رَٹائے الفاظ کا سہارا لے کر عوام کو بیوقوف بنایا جاتا ہے۔

جبکہ اِن دھماکوں کے اصل اَسباب اور اِن کے پس پردہ بھارتی اسرائیلی اور امریکی سازشوں کو بے نقاب کر کے ناکام بنانے کی جرأت اور سنجیدگی کے ساتھ کوئی کوشش نہیں کی جاتی۔ ''واہ کینٹ'' سے پکڑے جانے والے ایک خودکش بمبار کے بیان سے جو کہ روزنامہ جنگ میں ۲۳؍اگست کو شائع ہوا ہے یہ بات واضح ہورہی ہے کہ اِن خودکش دھماکوں کے پیچھے ماسٹر مائنڈ ''امریکہ بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ'' ہی ہے۔

لٰہذا جب تک ہمارے ملک کی مقتدر سیاسی قوتیں خالص ملکی مفاد کو ہر چیز پر مقدم کرتے ہوئے باہم متحد نہیں ہو جاتیں اُس وقت تک مذہب کی آڑ لے کر اَندرونی اور بیرونی سازشوں کے نتیجہ میں کرائے جانے والے اِن خونی اور ظالمانہ دھماکوں کے آگے بند نہیں باندھا جا سکتا۔

اللہ تعالیٰ اِس ملک کے عوام کو صحیح فکر عطا فرمائیں تاکہ یہ اِسلام اور ملک سے سچی محبت رکھنے والی قیادت کو آگے لائیں اور ملک میں امن واِنصاف قائم ہو سکے۔

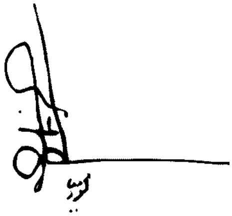

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل
(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں
(۳) اَساتذہ اور عملہ کے لیے رہائش گاہیں
(۴) کتب خانہ اور کتابیں
(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

مولای صل وسلم دائما ابدا — درس حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

صحابیت وہی درجہ ہے ۔ آپ ﷺ کی صحبت کی وجہ سے صحابہ کو ریاضتوں کی ضرورت نہ تھی

بعد والوں کی نبی علیہ السلام سے رُوحانی نسبت ۔ عجم کے بڑے بڑے امام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ﷺ کے اَحکامات پر عمل کریں گے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب کافروں کو نہ چھوڑیں گے تو اُن کے کھانے کو خنزیر بھی نہ چھوڑیں گے

امر بالمعروف کے ساتھ نھی عن المنکر بھی ضروری ہے

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 56 سائیڈ B 1986 - 03 - 21)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین امابعد !

رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک آیت تلاوت فرمائی **وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ** اگر تم لوگ پیٹھ موڑلو گے تم لوگ اِدھر رُخ نہیں کرو گے تو **یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ** تمہارے سواء اللہ تعالیٰ اَور قوم بدلے میں لے آئیں گے۔ یہ کلمات بہت شدید ہیں کہ تم لوگ اگر نہیں مانو گے تو اللہ تعالیٰ دُوسرے لوگ لے آئیں گے، بظاہر سمجھ میں یہ آتا ہے کہ اگر معاذ اللہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ جو لوگ تھے وہ بات نہ مانتے پشت موڑتے تو اُن کے بجائے اللہ تعالیٰ دُوسرے لوگ بھیج دیں گے اور وہ تم سے بہتر ہوں گے تمہاری طرح نہ ہوں گے یہ بات سمجھ میں آتی ہے۔ تو صحابہ کرامؓ تو ایسے تھے کہ ہر قوم کو جانتے

تھے اور قریب قریب رہتے تھے اَور کونسی قومیں ایسی ہوسکتی ہیں کہ جن کو ہمارے بجائے لایا جائے گا اور وہ ہم جیسے نہیں ہوں گے تو اِس پر یہ سوال صحابۂ کرامؓ کے ذہن میں آیا اور معقول بات تھی تو رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جو اِس کا جواب دیا ہے وہ بالکل مختلف اَنداز میں دیا ہے یہ نہیں فرمایا کہ اگر مکہ والے نہیں مانیں گے مدینہ والے نہیں مانیں گے آس پاس کے قبائل جن میں سے مسلمان ہوکر لوگ آئے تھے وہ لوگ نہیں مانیں گے تو پھر اُن کے بجائے فلاں اَور فلاں آجائیں گے، یہ جواب نہیں فرمایا۔ جواب میں فرمایا کہ باہر کے لوگ جو ہیں عجمی لوگ جن کی زبان بھی عربی نہیں جیسے سلمانِ فارسی رضی اللہ عنہ کی طرف اِشارہ کیا کہ یہ اور اِن کی قوم تو وہ تو عرب بھی نہیں ہیں عربی زبان بھی اِن کی نہیں فارسی زبان ہے، وہ اور اُن کی قوم [1]

عجم کے بڑے بڑے امام :

تو بعد میں دیکھنے میں آیا کہ واقعی فارسی بولنے والوں کے علاقے میں بڑے بڑے خادمانِ دین پیدا ہوئے خادمانِ اِسلام پیدا ہوئے تو آپ اَندازفرمائیں یہ جتنے بھی بڑے بڑے محدث ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بخارا کے ہیں، محمد ابنِ یحیٰی ذُہلی نیشاپور کے نیشاپور فارسی زبان والا فارسی علاقہ ہے، یہ امام بخاریؒ کے اُستاد ہیں امام مسلمؒ کے اُستاد ہیں۔ اِمام مسلمؒ بھی اِسی علاقے کے تھے، ابنِ ماجہؒ بھی اِسی علاقے کے تھے، دارمیؒ بھی اِسی علاقے سمرقند کی طرف کے تھے، ابنِ خزیمہؒ وہ بھی اِسی علاقے کے تھے، حاکمؒ نیشاپوری کہلاتے تھے اِنہوں نے بہت بڑی بڑی کتابیں لکھیں، ترمذیؒ ترمذ کے تھے وہ بھی یہی علاقہ بنتا ہے۔ ایسی کتابیں لکھیں کہ جن کو عرب اور غیر عرب ساری دُنیا نے تسلیم کیا ہے اور خدا جانے یہ مراد ہو (نبی علیہ السلام کی) کہ تم لوگ اگر کوتاہی کروگے تو دینی علوم کو مرتب کرنے والے مدوّن کرنے والے اِس کے لیے وقت لگانے والے جان کھپانے والے اللہ تعالیٰ اِن (فارَس کے) لوگوں میں پیدا فرمادیں گے تو اُنہوں نے بالکل اِسی طرح کیا ہے کام کہ جیسے اُنہوں نے وقف کردی ہو اپنی زندگی اور اُن کے سامنے سوائے اِس کام کے دُوسرا کوئی کام نہیں تو اللہ نے اُن کو عزت بھی بخشی اُن کو کرامتیں بخشیں ایسی کرامتیں بھی ہوئیں جو لوگوں نے دیکھیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے خوشبو آتی رہی ہے لوگ وہ مٹی لے جاتے رہے ہیں حتّٰی کہ پھر کسی بزرگ نے دُعاء کی کہ یہ چیز ختم ہوجائے تو پھر وہ ختم ہوگئی یہ اللہ تعالیٰ نے دِکھایا ہے بندوں کو تو یہ حضرات

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۵۸۰

اِتنے زبردست علم والے حدیث کی خدمت کرنے والے اللہ تعالیٰ نے پیدا کردیے۔

آیت کا مصداق امام اعظمؒ پہلے اور باقی حضرات دُوسرے درجہ میں ہیں :

تو رسول اللہ ﷺ کی تفسیر کے مطابق اگر دیکھا جائے تو یہ لوگ اِس آیت کا مصداق بنتے ہیں۔ امام اعظمؒ اِن سے پہلے کے دَور کے ہیں اُن کے بارے میں میں بتا ہی چکا کہ وہ اوّلین مصداق بنتے ہیں، ثانوی درجے میں یا یہ سمجھ لیجیے کہ فقہی اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو وہ (فقہاء) ہیں اَور حدیث کے اعتبار سے دیکھا جائے تو یہ (محدث) لوگ ہیں اِس آیت کا اور اُس تفسیر کا جو رسول اللہ ﷺ نے اِس آیت کی کی ہے یہ لوگ مصداق بنتے ہیں۔

وہی درجے (صحابہ، تابعین اور تبع تابعین) :

یہ تو سب کا اتفاق ہے اجماعی عقیدہ ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صحابۂ کرامؓ کا درجہ سب سے بڑا ہے وہ صحابی ہی ہیں اُنہوں نے کوئی کام نہ بھی کیا ہو فرض اَدا کیے ہوں فقط تو بھی اُن کا درجہ بہت بڑا ہے اُمت کے کل ولی بھی اُس درجے پر نہیں پہنچ سکتے۔ جو بڑے سے بڑے ولی ہیں وہ بھی نہیں پہنچتے اُس درجے کو، اُن کے بعد درجہ تابعین کا ہے اُس درجے کو بھی پہنچنا بہت مشکل ہے رسول اللہ ﷺ نے اُن کا شرف بتادیا، تبع تابعین اِن کا بھی شرف بتادیا ہے تو اِن کے درجے تو وہی ہوئے جیسے کوئی پیدائشی ولی ہو بس۔

نبی کی صحبت اور زمانہ کی قربت کی وجہ سے اِن کو رِیاضتوں کی ضرورت نہ پڑی :

تو وہ ایسے تھے کہ اِسلام میں داخل ہوئے تو ایسے ہوگئے جیسے پیدائشی ولی ہوتے ہیں اُنہیں ریاضتوں کی ضرورت نہیں کسی چیز کی ضرورت نہیں، یہ رسول اللہ ﷺ کے فیضِ صحبت کا اَثر تھا جو متعدی چلتا رہا آگے تک قربِ زمانہ کا اَثر تھا جو چلتا رہا قریب تر دَور تک، اِس لیے جو قوتِ ایمانی ریاضتوں سے مکاشفات سے کسی کو حاصل ہوتی ہے وہ اُن کو بغیر کچھ کیے حاصل تھی، تبع تابعین کے بعد پھر فرمایا گیا کہ سب برابر کے لوگ ہوں گے جیسے عام ہوتے ہیں خصوصیت نہیں رہے گی کوئی بھی۔ دَور کی خصوصیت وہ تین ہی دَور تک چلی آئی ہے۔ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تبع تابعی ہیں اور شاید امام احمد رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی تبع تابعین میں ہوں اِنہوں نے کسی تابعی کو دیکھا ہو یہ ہوسکتا ہے کیونکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

کی پیدائش ۱۵۰ھ کی ہے جو امامِ اعظمؒ کی وفات کا سال ہے تو تابعین رہے ہیں اُس دَور تک ۔ تبع تابعین کو تو دیکھا ہی ہے ہاں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے تابعین کو دیکھا ہے اُن کا علم بھی تابعین سے ہے مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد تھے اُن کے شاگرد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں تو تبع تابعین میں وہ داخل ہیں۔

خیر القرون کے بعد والے حضرات کی نبی علیہ السلام سے رُوحانی نسبت :

اِس کے بعد کے درجے والے جو ہیں جیسے امام بخاریؒ امام مسلمؒ امام طحاویؒ وغیرہ یہ حضرات اور اِسی طرح کے دیگر حضرات یہ تبع تابعین بھی نہیں بنتے یہ اِن کے بھی بعد کے دَور کے ہیں کیا اِن کے لیے بھی کوئی درجہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قرب کا بتلایا ہے یا نہیں؟ تو وہ اِس حدیث شریف میں آتا ہے راوی دونوں کے ابوہریرہ دَوسیؓ ہیں فرماتے ہیں کہ اَعاجم کا ذکر کیا گیا ہے عجمی آج کے دَور میں تو اِیرانیوں کو کہتے ہیں عرب کی زبان میں محاورہ میں اور یہاں بھی بظاہر وہی معلوم ہوتا ہے یہ پرانا محاورہ ہے تو گویا اِن کا ذکر کیا گیا جو غیر عرب لوگ ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لَاَنَا بِهِمْ اَوْ بِبَعْضِهِمْ اَوْثَقُ مِنِّیْ بِکُمْ اَوْ بِبَعْضِکُمْ [۲] اُن سے میرا تعلق زیادہ مضبوط ہوگا تم میں سے بعض کی بہ نسبت ۔ تو واقعی اَب یہ کتاب '' کنز العمال'' ہے یا اَور اِس طرح کی (بڑی بڑی) کتابیں جو لکھی ہیں بہت بڑے بڑے حضرات نے جو گزرے ہیں جنہوں نے اِسلام کی بہت بڑی بڑی خدمات کیں جان پر خطرہ لے کر خدمات کامیاب اَنداز میں انجام دیں کیونکہ اِسلام صرف ایک جگہ محصور رہنے والا نہیں تھا یہ پھیلنے والی چیز تھی اَور رہنے والی بھی چیز ہے قیامت تک ۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام نبی علیہ السلام ہی کے بتلائے ہوئے اُمور انجام دیں گے :

اَور اِس میں جو تبدیلیاں آنی ہیں وہ بھی بتادی گئیں آگے تک جو نبی آئیں گے عیسٰی علیہ السلام نازل ہوں گے دُنیا میں وہ بھی بتادیا کہ وہ یہ اَحکام لائیں گے یہ اَحکام منسوخ کریں گے یعنی اُن احکام کی تبدیلی کا وقت جو ہوگا وہ وہ ہوگا جب وہ آئیں گے تو بتا تو دیا ہے رسول اللہ ﷺ ہی نے ، جاری وہ کریں گے آکر۔

---

[۲] مشکوۃ شریف ص ۵۸۰

جب کافر ہی نہیں رہیں گے تو اُن کے کھانے کو سُور بھی نہیں رہیں گے :

دو تین چیزیں ہیں جزیہ ختم ہو جائے گا اَور جب جزیہ ختم ہو جائے گا تو کافر نہیں رہ سکیں گے اِسلامی حکومت میں، جب کافر رہ نہیں سکیں گے تو پھر اُن کی جو چیزیں ہیں سُور وغیرہ وہ بھی نہیں رہ سکیں گی وہ بھی ختم ہو جائیں گی۔

صحابہؓ والی اَفضلیت کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی :

تو آقائے نامدار ﷺ نے یہ فرمایا کہ بعد میں آنے والے جو لوگ ہیں اُن میں بعض ایسے بھی ہیں لوگ کہ تم میں سے بعض کی بہ نسبت اُن سے میرا تعلق زیادہ ہوگا تو تعلق زیادہ ہونا اَفضلیت کی چیز ہے لیکن صحابۂ کرامؓ کے برابر بنتے ہیں یا نہیں بنتے یہ تو نہیں ہے یہ تو اجماعًا ثابت ہو چکا ہے کہ صحابی جو ہیں وہ صحابی ہی ہیں ہاں فضیلت اِن کی بھی بہت بڑی ثابت ہو رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا اِن سے خاص علاقہ ہے اَور اِنہیں خاص قرب حاصل ہے۔

اِس رُوحانی تعلق کا ظہور کب اور کہاں ہوگا ؟

اِس کے ظہور کا محل کیا ہے وہ کہاں ظاہر ہوگا اور اُس کے فوائد کہاں سامنے آئیں گے؟ وہ تو عالمِ آخرت ہی ہے لیکن دُنیا میں بھی اِس کا اَثر یہ ہوگا کہ ایسے لوگوں کا حال یہ ہوگا کہ اُن کے نزدیک تمام چیزوں پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اِرشادات کو اور آپ کے احکامات کو فوقیت حاصل ہوگی باقی سب چیزیں پیچھے رہ جائیں گی اَور اِسلام کی خدمت بڑے پیمانے پر اللہ تعالیٰ اُن سے لیتے رہیں گے۔

اُمت کے صالح علماء کا درجہ :

جیسے کہ ایک اَور حدیث میں بھی آیا ہے کہ میری اُمت کے علماء ایسے ہیں جیسے بنی اسرائیل کے انبیاء کرام ہیں تو انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام آتے رہتے تھے وہ اصلاح کرتے رہتے تھے اِس اُمت میں نبی تو اَب نہیں آئیں گے ہاں علماء اصلاح ضرور کرتے رہیں گے اور اِصلاح کے دو پہلو ہیں ایسے کہ ایک تو ہے اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وہ بھی کڑوا لگتا ہے لوگوں کو کسی سے کہو اچھی بات کرلو فلاں بات کرلو یہ نیکی کرلو کبھی گوارا ہوتی ہے اُسے یہ بات سُننی اَور کبھی نہیں بھی ہوتی گوارا، اِس پر بھی منہ بنتے ہیں لیکن نَہِی عَنِ الْمُنْکَر جو

ہے وہ تو بہت شدید چیز ہے وہ تو برداشت ہوتی ہی نہیں جہاں کسی کو کسی بُری بات سے روکو وہ نہیں برداشت ہوگی اُس سے۔

''اَمر بالمعروف'' کافی نہیں ''نہی عن المنکر'' بھی ضروری ہے :

اور حدیث میں جیسے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ دو حصّے بنتے ہیں کلمے کے اِسی طرح ''امر بالمعروف'' اور ''نہی عن المنکر'' بھی دونوں کا جوڑ ہے خالی ''اَمر بالمعروف'' کافی نہیں ہے اگر خالی ''اَمر بالمعروف'' کافی ہوتا تو بس اُتنا ہی بتایا جاتا ''نہی عن المنکر'' بھی ضروری ہے اور ''نہی عن المنکر'' چاہے آدمی کتنے ہی طریقے سے کرلے لیکن یہ کہ وہ ناگوار نہ ہو یہ نہیں ہوگا ناگوار تو وہ ہوگی ضرور البتہ اِس کی ترشی میں کمی آجائے گی۔ تو امر بالمعروف نہی عن المنکر کریں اور بڑے پیمانے پر کریں جس کا اَثر بہت دُور تک بہت لوگوں تک پہنچے بہت آبادیوں تک پہنچے بہت ملکوں تک پہنچے ایسے حضرات آتے رہیں گے۔

''مجدد'' اور ''تجدید'' کا مطلب :

اور اُن میں مجدد دین کا بھی آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر سو سال بعد ایسے لوگ پیدا کریں گے جو دین کی تجدید کرتے رہیں گے۔ دین کی تجدید کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ وہ منسوخ کردیں گے دین میں کوئی ردّو بدل کردیں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دین میں جو کمی آئی ہوئی ہوگی عملی (یا اعتقادی) کوتاہی پیدا ہوجائے گی اُس کو دُور کریں گے اور اتباعِ سنت کی طرف دعوت دیں گے بلائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل و کرم سے اپنا قرب اور رضاء نصیب فرمائے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ ہونا نصیب فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعاء.........................

ملفوظات شیخ الاسلام

حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ

﴿ مرتب : حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکویؒ ﴾

☆ قلبی ذکر میں سانس کا ذکر اگرچہ جاری رہے مگر توجہ بالذات قلب کی طرف رہنی چاہیے، سانس سے قطع نظر رکھیں، خواہ وہ اِس کے ساتھ جاری رہے یا نہیں، یہ کشمکش برائے چندے پھر زائل ہو جائے گی اور ایک دُوسرے سے ممیّز ہو جائے گا۔

☆ گریہ گر خود بخود طاری ہو تو بہتر ہے، کوشش کی زیادہ ضرورت نہیں اگرچہ نص میں موجود ہے اِنْ لَّمْ تَبْکُوْا فَتَبَاکُوْا (الحدیث) بعض اسلاف گریہ ہی کو مقصود بالذات فرماتے ہیں مگر تحقیق یہ ہے کہ یہ خلوصِ ذکر کا ذریعہ ہے اِس لیے مقصود بالذات ذکر ہی ہے۔

☆ حقیقی محبوب اور اُس کی صفاتِ کمالیہ کا تدبر اور اپنی اِحتیاج اور مفارقت و تقصیراتِ عشقیہ کا خیال اِنشاء اللہ بے چینی اور قلق پیدا کر کے رہے گا۔

☆ اللّٰہ حاضری اللّٰہ ناظری میں بھی دھیان یعنی تفکر نہیں مطلوب ہے بلکہ زبان سے بھی کہنا چاہیے البتہ معنی کا خیال رکھتے ہوئے اور اسم سے مسمّٰی کی طرف منتقل ہوتے ہوئے ذکر کرتے رہیں۔

☆ حبس دم نہایت مفید عمل ہے، ایسے وقت میں جبکہ معدہ بھرا ہوا نہ ہو اور نہ اِس قدر گرسنگی ہو جو کہ بے قرار کر دے، معتدل جگہ میں جہاں پر نہ زیادہ سردی ہو نہ زیادہ گرمی، باوضو چار زانو قبلہ رُو بیٹھیں اور آہستگی سے سانس ناف سے کھینچ کر دِل پر روک لیں، زبان اُس وقت تالو سے لگی ہوئی غیر متحرک ہو اور خیال سے لفظ لَآ اِلٰـہَ بائیں زانو سے نکال کر دائیں زانو پر گزارتے ہوئے داہنے مونڈھے پر ختم کریں اور پھر اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب قلب پر لگائیں۔ اِس سب کارروائی میں سر کو حرکت دیتے رہیں یعنی زانوئے چپ سے زانوئے راست پر ہوتا ہوا داہنے مونڈھے تک پہنچے اور پھر قلب پر ضرب لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کی حرکت ہو، ہر ایک سانس میں تین مرتبہ ذکر ہو۔ اُس کے بعد آہستہ سے سانس باہر نکال دیں، پھر دُوسری سانس میں اِسی

طرح کریں، اِس طرز پر دس سانس پہلے روز کریں، دُوسرے دِن دس اور بڑھائیں یہاں تک کہ سو سانس تک نوبت آجائے اُس کے بعد ہر سانس میں ایک ایک عدد رَوزانہ زیادہ کرتے رہیں یہاں تک کہ ہر سانس میں ایک سو اِکیس تک ذکر کرنے لگیں، اگر ابتداء میں روزانہ دس دس سانس بڑھانے میں دِقت ہو تو ایک ایک سانس بڑھائیں مگر ہر سانس میں کم اَز کم تین مرتبہ ذکر سے شروع کر دیں اور ہر روز ایک ایک ذکر زیادہ کریں، اُس میں حرارت زیادہ پیدا ہوگی، ذکر کے بعد گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تک سرد پانی یا سرد غذا استعمال نہ کریں، اِس حبسِ دم سے بہت زیادہ فوائد حاصل ہوں گے مگر مداومت شرط ہے۔ خطراتِ فاسدہ اور وَساوس کاسدہ کے لیے اکسیر ہے، مگر اہلِ تصوف اسلام اِس کو ایک سو اِکیس (۱۲۱) مرتبہ ذکر کی مقدار سے زائد کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔

☆ جس قدر بھی ممکن ہو ذکر و فکر اور توجہ الی اللہ کو عمل میں لاتے رہیں **مَا لَایُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ** .

☆ پاس انفاس میں تو جہر ہوتا ہی نہیں، اِس سے دِماغ پر کوئی اَثر نہیں پڑ سکتا اَلبتہ بارہ تسبیح میں جہر ہوتا ہے، جہر خفیف نہیں بلکہ (ادنی جهران یسمع غیرہ) کافی ہے، اِس مقدار سے دماغ پر زیادہ اَثر نہیں ہوتا اور اعتیاد کے بعد تو بالکل مضمحل ہو جاتا ہے، ہاں اِس میں ضرب علی القلب ضروری ہے۔

☆ پاس اِنفاس میں زبان اور ہونٹ کو حرکت نہ ہونی چاہیے، نہ آواز میں جہر پیدا ہونا چاہیے، اَندر جانے والے سانس میں لفظ " اَللّٰہُ " اور باہر نکلنے والے سانس میں لفظ " ھُوْ " پیدا ہونا چاہیے اور **ھُوَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ** کا تصور قائم کرنا چاہیے، اِسکے علاوہ وقتِ مقررہ کے چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے حتی کہ پاخانہ پیشاب کرتے ہوئے بھی جاری رکھنا چاہیے تا آنکہ طبیعتِ ثانیہ بن جائے اور بلا اِختیار و اِرادہ ہونے لگے۔

☆ مشائخ سلسلہ کے لیے ایصالِ ثواب کرنے کے بعد یہ دُعا ہونی چاہیے **اَللّٰھُمَّ بِجَاھِھِمْ طَھِّرْ قَلْبِیْ عَمَّا سِوَاکَ وَنَوِّرْ بِاَنْوَارِ مَعْرِفَتِکَ وَعِشْقِکَ وَمَحَبَّتِکَ** .

☆ جس طرح اِجازتِ ذکر عظیم الشان اِنعام ہے، اِسی طرح خداوندِ قدوس کا اپنے کسی بندۂ انسانی سے محبت فرمانا اور اپنے قرب و معیت و محبت و رأفت سے نوازنا اِنتہائی اِنعام و کرم ہے۔

✡ ✡ ✡

سلسلہ نمبر۳۱ قسط : ۶

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

حضرت عائشہ رض کی عمر اور حکیم نیاز احمد صاحب کا مغالطہ

حضرتِ اقدس رح اور حکیم نیاز احمد صاحب کے درمیان خط و کتابت [۱]

حکیم نیاز احمد صاحب کا خط

26۔ ہر مصنّف اپنی کتاب میں بہترین روایت کا اِنتخاب کرتا ہے۔ عبدالرزاق کے نزدیک یہ مرسل عروہ ہی بہترین تھی جسے درجِ کتاب کیا۔ چونکہ عبدالرزاق سے اُوپر اِس کا علیحدہ کوئی وجود نہیں ہے اِس لیے معلوم ہوا کہ اِس اضافے کے ساتھ یہ عبدالرزاق کی مرسل روایت ہے۔

27۔ اور روایتِ تزوجِ ہشام میں یہ اِضافہ '' لُعَبُهَا مَعَهَا '' عبدالرزاق نے کیا ہے...... عبد بن حمید نے اِس مرسل کو موصول بیان کیا ہے مگر اُن کی اپنی کتاب '' مُصَنَّفْ '' میں موصول نہیں ہے.....

---

[۱] گزشتہ شماروں میں قارئین نے جہلم کے حکیم فیض عالم صاحب کی حضرت اقدس قدس سرہ العزیز سے طویل خط و کتابت ملاحظہ فرمائی، اَب اپریل کے شمارہ سے سرگودھا کے حکیم نیاز احمد صاحب کی حضرت اقدس رح سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضور اکرم ﷺ سے شادی کے وقت عمر کے متعلق طویل خط و کتابت ملاحظہ فرمائیں گے۔ حکیم صاحب نے اِس سلسلہ میں ایک ضخیم کتاب لکھی ہے حکیم صاحب کو مغالطہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نکاح و رُخصتی کے وقت جو عمر اَحادیث میں آئی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ پیشِ نظر صفحات میں اِسی خط و کتابت کو دیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

تو وہ اپنی کتاب میں ناقص درج کریں اور تلمیذ سے موصول بیان کریں، محلِ تعجب ہے۔

28۔ عبد بن حمید ۱۸۵ھ میں پیدا ہوئے۔ عَلٰی رَأْسِ الْمِأتَیْنِ اُن کی عمر ۱۴ سال ہے۔ اِس سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اِنہوں نے عبدالرزاق سے نابینا ہونے کے بعد سُنا ہے۔

29۔ یہ ساری گفتگو روایتِ تزوج پر ہے لَعِبْ بِالْبُنَاتْ پر نہیں ہے۔ لَعِبْ بِالْبُنَاتْ کی تمام روایات ہشام بن عروہ سے منقول ہیں زہری سے کوئی روایت منقول نہیں ہے۔

30۔ ہشام سے لَعِبْ بِالْبُنَاتْ کے ایک راوی معمر بھی ہیں اور آگے اُن سے عبدالرزاق ہیں۔ عبدالرزاق نے لَعِبْ بِالْبُنَاتْ سے لعب کا مفہوم لے کر روایتِ تزوج میں شامل کر دیا اور یہی ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ اِدراج عبدالرزاق کا ہے۔ حضرت عائشہؓ سے یہ جملہ منقول نہیں ہے اِس لیے غیر واقعی اور قابلِ رد ہے۔

31۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ عبدالرزاق کی '' لُعَبُھَا مَعَھَا '' والی روایت دُوسری سند سے موجود ہے میری تحقیق کے مطابق یہ روایت کسی دُوسری سند سے موجود نہیں ہے۔ اگر ہے تو براہِ کرم حوالہ تحریر فرمائیے۔

32۔ اگر قریبی مضمون کی روایات موجود ہیں تو اُس سے بناء کے وقت گڑیوں کا ساتھ ہونا کیسے ثابت ہو گیا۔ کسی روایت میں بھی یہ نہیں ہے کہ بناء کے وقت بنات ساتھ تھیں یعنی لعب۔

33۔ آپ نے بحث کو پھیلا دیا ہے۔ اگر واقعی حضرت عائشہؓ زفاف کے وقت اِتنی بچی تھیں تو یہ فرمائیے وہ اُس وقت بالغہ تھیں یا نابالغہ تھیں کیونکہ بناء کی روایات میں کوئی تصریح نہیں ملتی بلکہ روایات کا رُجحان نابالغی کی طرف ہے..............

''وہ جھولے میں تھیں ماں کھینچ لائیں سانس چڑھ گیا۔ ماں نے منہ ہاتھ دھویا وغیرہ۔'' اِسی لیے اَربابِ ظواہر کہتے ہیں کہ ۹ سال کی عمر میں بناء کر لینی چاہیے چاہے لڑکی بالغہ ہو یا نابالغہ یہی سنت ہے۔

یا بالغہ تھیں؟ یہ بلوغت کی قید کہاں سے لی۔ روایات میں تو ہے نہیں۔ اور بقول آپ کے ہم معنی روایات بچپن کو ہی ظاہر کر رہی ہیں۔

مہربانی فرما کر مسئلہ کی وضاحت فرمائیے۔

33۔ مولانا احمد شاہ بخاری نے اپنی کتاب تحقیق فدک میں اختلافی روایات کا ذمہ دار زہری کو ٹھہرایا ہے۔ یہ کتاب جامعہ کے کتب خانے میں ہوگی اُسے مطالعہ فرمائیں۔

34۔ مذہبِ شیعہ پر قمر الدین صاحب سیالوی کی کتاب ہے اُس میں زہری کو شیعہ قرار دیا ہے کیونکہ اُصولِ کافی اور فروع کافی میں محمد بن سلیم سے بہت سی روایات منقول ہیں۔

35۔ زہری پر رجال میں کافی بحث ہے۔ بالاتفاق مسلمہ شخصیت نہیں ہیں۔ یہ مدلّس ہیں۔

36۔ مرسل ہیں اور مدرج ہیں۔ اُن کی مرسلات کو ائمہ فن نے شر المرسلات قرار دیا ہے۔ اِس مختصر خط میں تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔

37۔ میں نے ایک مسلمہ ضابطہ تحریر کیا تھا کہ کردار صحابہ دین کی مستقل بنیاد ہے جو قرآن اور سنت سے ثابت ہے۔ اُن کے لیے رضائے الٰہی بنصِ قطعی ثابت ہے۔ اُن کی آپس میں محبت اور اُلفت یقینی اور حتمی ہے جس کو کلمہ " رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ . فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا " سے ظاہر کیا گیا ہے۔

اَب اگر کوئی روایت اُن کی کردار کُشی کرے یا اُن کے تباغض کو ظاہر کرے تو ہم اُس روایت کو تسلیم نہیں کریں گے کیونکہ ہم قرآن اور رسول پر ایمان لانے کے مکلّف ہیں اِس پر ہی ہماری نجات موقوف ہے۔ رواۃِ روایت پر ایمان لانے کے مکلّف نہیں ہیں جبکہ اُن کی روایت کا مضمون نص کے خلاف ہو۔

38۔ یقیناً حضرت عائشہؓ کی عمر کا مسئلہ اِیمانیات میں سے نہیں ہے اور نہ ہم سے اِس بارے میں باز پرس ہوگی۔ یہ ایک روایت کی تاریخی تحقیق ہے ہر عالم کو اِختیار ہے دِل کو لگے مان لے ورنہ رد کردے۔

39۔ میرے نزدیک یہ صرف ایک تاریخی روایت ہے۔ متقدمینِ احناف اور مالکیہ نے اِس روایت سے کہیں استدلال نہیں کیا اور نہ کوئی استنباط کیا۔ یہ روایتِ تزوج قدیم کتابوں میں پائی ہی نہیں جاتی۔ مؤطا امام مالک میں نہیں ہے مؤطا امام محمد میں نہیں ہے۔ امام مالک کے فتاویٰ مدونۃ الکبریٰ میں کہیں اِس سے استدلال نہیں ہے کتاب الآثار میں نہیں ہے۔ امام محمد کی ظاہر الروایہ کی چھ کتابوں میں نہیں ہے۔ امام یوسف کی

تمام کتابوں میں نہیں ہے۔ مسند امام اعظم میں نہیں ہے۔ ابتدائی سیرت نگاروں نے بھی اِسے قبول نہیں کیا۔ سیرت ابنِ اسحاق میں نہیں ہے۔

40۔ غرض امام ابوحنیفہ اور اُن کے مختص تلامیذ نے اِس روایتِ ہشام کو قبول نہیں کیا۔ اور امام مالک نے بھی اِسے قبول نہیں کیا۔ دُوسری صدی کے آخر میں امام شافعی نے اِسے قبول کیا پھر امام احمد نے قبول کیا۔

احناف میں سے سب سے پہلے شمس الائمہ سرخسی ۴۵۰ھ کے بعد مبسوط میں ذکر کیا اور اُس سے استشہاد کیا معلوم نہیں مالکیہ نے کب قبول کیا۔

41۔ محدثین رحمہم اللہ نے امکان بھر کوشش کی روایات میں کوئی کھوٹ نہ آنے پائے۔ کوئی غلط بات آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب نہ ہو مگر فطرتِ انسانی میں بھول چوک شامل ہے۔

42۔ میں نے اُصولِ حدیث کو سامنے رکھ کر روایات کو پرکھا ہے۔ آخر میں بھی اِنسان ہوں اور نسیان وخطا میرے خمیر میں بھی شامل ہے۔ اِنْ کَانَ الصَّوَابُ فَمِنَ اللّٰہِ وَاِنْ کَانَ الْخَطَاءُ فَمِنِّیْ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِزُّ .

43۔ محدثین دانستہً کسی موضوع روایت کو اپنی کتابوں میں نہیں لائے ہیں۔ اُنہوں نے اپنی طرف سے پوری تحقیق کر کے روایات کو قبول کیا ہے۔ خصوصیت سے احکام کی روایات میں بہت زیادہ چھان بین کی ہے لیکن مغازی اور سیر میں اُن کا معیار اِتنا سخت نہیں ہے۔ ابنِ اسحاق کی روایت کو قبول کیا ہے اِس باب میں ضعیف روایات آ گئی ہیں بلکہ کچھ غیر واقعی مواد بھی شامل ہو گیا ہے مگر اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وہ اِس پر بھی اَجر کے مستحق ہیں۔

44۔ صحاح کی ہر روایت پر اِتنا اصرار نہیں ہونا چاہیے کہ یہ یقیناً صحیح ہے خبر آحاد کے قبول کا دار ومدار ظنِ غالب پر ہے اور اُس میں ہر وقت غلطی کا اِحتمال ہے بلکہ بعض دفعہ واقعی میں غلطی موجود ہوتی ہے۔

45۔ اِسی لیے قبولِ روایت کے اُصول بنائے گئے۔ ہم اُن کے ذریعے روایات کے اَسقام کو معلوم کر سکیں۔ اِسی لیے محدثین روایت کے ساتھ سند بیان کر دیتے ہیں تاکہ وہ ذمہ سے بری ہوں۔

46۔ نہایت اَدب سے یہ بھی عرض خدمت ہے کہ رُواۃِ صحاح کوئی آسمانی مخلوق تو نہیں ہیں کہ اُن سے غلطی کا صدور ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ بھی ہماری ہی دُنیا کے رہنے والے تھے اُن کے اعمال کے محرکات میں اُن کے جذبات و معتقدات بھی شامل تھے۔

47۔ اَب تک کوئی ایسا آلہ ایجاد نہیں ہوا کہ کسی کی ذہنی کیفیت کو کَمَاھِیَ جانچا جاسکے اور پوری طرح اُس کے حافظے کا حدودِ اَربعہ معلوم کیا جا سکے۔

48۔ پھر قبولِ روایت میں محدثین نے ایسی لچک رکھی ہے کہ بہت کچھ رطب و یابس اُس میں شامل ہو گیا ہے، روایت بالمعنی اِتنی بڑی چھوٹ ہے کہ اِس کی موجودگی میں کسی روایت کی گرفت ہی مشکل ہے۔

49۔ محدثین کا ذہن بنیادی طور پر قبولِ روایت کی طرف مائل ہے کیونکہ مسلمان ''لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ'' پر ایمان رکھتا ہے اِس لیے اُس سے جھوٹ کی توقع نہیں ہے۔ پھر ''مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ'' کی وعید موجود ہے کیسے جھوٹ بولا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری کی کڑی شرط صرف اِتنی ہی ہے کہ عمر بھر میں ایک دفعہ لقاء ثابت ہو اور امام مسلم کے نزدیک صرف معاصرت کافی ہے لقاء ضروری نہیں۔ اِس حالت میں روایت صحیح ہوگی۔

50۔ واقع میں یہ قبولِ روایت کے رعایتی اُصول ہیں اسی لیے صحاح میں بلکہ صحیحین میں مبتدعین سے روایات موجود ہیں۔ مرجیہ، قدریہ، ناجی، شیعہ، معتزلی سب رُواۃ موجود ہیں۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی نے مقدمہ شرح مسلم میں لکھا ہے : '' اَلْمُسْلِمُ مَلْاٰنٌ مِّنْ رُوَاةِ الشِّيْعَةِ'' امام نسائی نے جو نقدِ حدیث کے مسلّم امام ہیں......صحیح بخاری کے رُواۃ میں سے ایک جماعت کو ''کتاب الضعفاء والمتروکین'' میں داخل کیا ہے۔ اور حدیث ابنِ عمر کو '' كَيْفَ بِكَ اِذَا عَمَرْتَ بَيْنَ قَوْمٍ يُخَبِّئُوْنَ رِزْقَ سَنَتِهِمْ'' الحدیث کو.........(بحوالہ امام ابن ماجہ) جو حماد بن شاکر کے نسخے میں مروی ہے موضوع بتایا ہے۔ (التعقبات علی الموضوعات اَز سیوطی ص 43، طبع علوی لکھنو ۱۳۰۲ھ)۔ (جاری ہے)

قسط : ۲ ، آخری

تقریب ختمِ بخاری شریف

ختمِ بخاری شریف کی تقریب کا انعقاد ۱۶؍رجب المرجب مطابق ۲۰؍جولائی بروز اتوار بعد نمازِ عصر جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامدؒ میں ہوا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب مدظلہم نے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھا کر مختصر بیان فرمایا اور دُعاء فرمائی۔ آخر میں اِمتحانات میں کامیاب ہونے والے طلباء کو اِنعامات دیے گئے اور دورۂ حدیث شریف سے فارغ ہونے والے ۱۷ طلباء کی دستار بندی کی گئی۔

حضرت امام بخاریؒ یہاں پر جو آخری باب لائے وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ کہ ہم عدل وانصاف کی قیامت کے دِن ترازو رکھیں گے۔ امام بخاریؒ کے جتنے اَبواب ہیں اُن کا آپس میں ربط ہے تقریبًا تین ساڑھے تین ہزار کے لگ بھگ باب ہیں اِس حدیث کی کتاب میں، گیارہ سو اُنتیس صفحوں کی یہ کتاب ہے اور اِس میں جو باب باندھے ہیں امام بخاریؒ نے وہ ساڑھے تین ہزار کے قریب ہیں اور اُن ساڑھے تین ہزار بابوں میں آپس میں ربط ہے، اِس باب کے بعد یہ باب کیوں لائے اِس باب کے بعد یہ باب کیوں لائے ہیں۔ جو شروع کا باب باندھا ہے امام بخاریؒ نے بَابٌ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وہ وحی کا باب باندھا۔ پھر اُس کے بعد جو اُس میں حدیث لائے اِس کا تعلق نیت سے ہے تو اجمالاً یہ ہے کہ امام بخاریؒ کے جیسے کہ آپس کے بابوں کی ایک ربط اور مناسبت ہے ایسے ہی اِس آخری باب کا جو غالبًا تین ہزار چار سو پچاسواں باب ہے اِس باب کی سب سے پہلے باب سے بھی مناسبت موجود ہے یعنی گیارہ سو اَٹھائیس صفحے پر جو آخری باب باندھ رہے ہیں صفحہ نمبر ایک پر جو باب باندھا اِس کا بھی اُس سے ربط اور مناسبت موجود ہے۔ حضرت امام بخاریؒ کو اللہ تعالیٰ نے جو قبولیت عطا فرمائی اور جو غیبی تائید ونصرت ساتھ تھی یہ اُس کی نشانی ہے ورنہ اِنسان اپنی قوت یا اپنی اِستعداد کے زور پر ایسا نہیں کرسکتا۔

یہاں امام بخاریؒ نے ایک فرقہ باطلہ جو معتزلہ کہلاتا تھا جو قیامت کے دِن وزنِ اعمال کا اِنکار کرتا ہے اُس کا بھی رَد کیا اور یہ آیت پیش کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دِن ہم وزنِ اعمال کریں گے اعمال کو تولیں گے۔ معتزلہ یہ کہتے تھے کہ یہ اَعمال تو اَعراض ہیں جواہر نہیں ہیں تو جواہر جو ہوتے ہیں اُن کا تو

وزن ہوتا ہے مثلاً اِس کا یہ جو فون رکھا ہے موبائل اِس کا تو وزن ہوگا یہ چھٹانک کا ہے یا ڈیڑھ چھٹانک کا ہے لیکن یہ کالا ہے یا سفید ہے اِس کا وزن نہیں ہوسکتا یہ تو اِس کے ساتھ لگا ہوا ہے اِس سے جدا ہو کر پایا ہی نہیں جاتا لہٰذا جب جدا نہیں ہوسکتا تو اِس کو تول بھی نہیں سکتے تو اعمال جو اِنسان کے ہیں یہ بھی اِنسان سے لگے ہوئے ہیں اِنسان کا تو وزن ہوسکتا ہے کہ ایک مَن کا ہے دو مَن کا ہے لیکن اِس کا عمل نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اچھی بات بُری بات، مار پیٹ، گناہ، نیکی یہ جو اَعمال کر رہا ہے اچھے اور بُرے اِن کا وزن کیسے ہوگا؟ یہ تو اِس نے کیے اور ختم ہوگئے فناہ ہوگئے اِن کا تو وجود ہی نہیں ہے وجود میں آئے ایک لمحہ کے لیے اور اَگلے لمحے ختم، میں بول رہا ہوں جس لمحے میں بول رہا ہوں اَگلے لمحے یہ ختم ہوگیا کلمہ اَب یہ نہیں ہے۔ آپ اِنہیں پکڑنا چاہیں کچھ کرنا چاہیں اِن کے پیچھے دوڑیں یہ نظر ہی نہیں آئیں گے دَوڑیں گے کیسے؟ پکڑ نہیں سکتے وہ کہتے ہیں ختم ہوگئے۔ لہٰذا اِن کا وزن نہیں ہوسکتا۔

امام صاحبؒ فرمارہے ہیں کہ نہیں وزن ہوسکتا ہے لہٰذا وزنِ اَعراض ہوگا اور دُنیا میں وزنِ اَعراض ہوتا ہے شروع سے ہوتا ہے آج تک ہو رہا ہے پتا نہیں عقل پر پتھر پڑ گئے تھے اُن معتزلہ کے۔ وزنِ اَعراض سائنسی اعتبار سے ہوتا ہی ہے اُس کے علاوہ فطری طور پر بھی وزنِ اَعراض ہوتا ہے اور ہم کرتے رہتے ہیں آپ کرتے رہتے ہیں فلاں زیادہ عالم ہے فلاں کم عالم ہے یہ اُس کی علمیت جو اُس کا وصف ہے جو اُس کی ذات سے جدا چیز ہے اُس کا وزن کیا نا آپ نے کہ یہ اُس سے زیادہ بڑا ہے یا طاقتور پہلوان ہے اور یہ اُس سے کم طاقتور پہلوان ہے یہ کیا ہے؟ یہ بھی وزنِ اَعراض ہوگیا۔ ایک تو پہلوان کا وزن ہے کہ یہ دو مَن کا ہے اور یہ دو مَن سے دو کلو کم ہے یہ تو اِس کے جسم کا وزن ہے، تو معتزلہ کہتے تھے یہ جسم کا وزن سمجھ میں آتا ہے۔

لیکن دُوسری طرف ایسا پردہ پڑ گیا اُن کی عقل پر کہ اُنہیں یہ سمجھ نہیں آیا کہ اِس کے ساتھ اِس کی جو طاقت ہے اِس کا بھی وزن ہوسکتا ہے کہ یہ زیادہ طاقتور ہے یہ کم طاقتور ہے اِس طرح اِس کا جو وزن ہے کہ یہ دومن ہے اور یہ دومن سے دو کلو کم ہے یہ بھی تو عرض ہے تو اِس کا وزن ہوگیا تو وزنِ اَعراض ہوتا ہے اور ویسے بعض اَحادیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اَعراض کو اَجسام میں بدل دیں گے تو بھی وزن ہوسکتا ہے لیکن نہ بھی بدلیں تو اَعراض کا بھی وزن ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں حضرتِ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ آتا ہے کہ کسی وجہ سے نبی علیہ السلام اُن

سے اور اُن کے ساتھ دو اور صحابہ سے خفا ہو گئے تھے، صحابہ کو بھی منع کر دیا کہ اِن سے بات چیت نہ کریں پچاس دِن اُن کا امتحان چلا بہت سخت، بہت پریشان رہے پھر اللہ نے پچاس دِن کے بعد اُن کی معافی اور توبہ کی قبولیت کی خبر اُتاری قرآنِ پاک میں نازل ہوئیں آیتیں اور وہ خوشخبری دینے کے لیے لوگ دوڑ پڑے اُن کے گھر کی طرف۔ تو ایک صحابی جو تھے وہ گھوڑے پر دوڑے کہ جا کر یہ خوشخبری دُوں کہ تمہاری توبہ نازل ہو گئی اللہ نے تمہاری توبہ قبول کر لی، وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی گھوڑے پر آئے اور پہاڑ سے اُنہوں نے مجھ تک آنا تھا تو اُنہوں نے پہاڑ سے ہی مجھے آواز دی خوشخبری دی، میں سُنتے ہی سجدے میں گر پڑا۔ اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ '' اَلصَّوْتُ اَسْرَعُ مِنَ الْفَرَسِ '' آواز گھوڑے سے تیز تھی اِس لیے اُنہوں نے آواز دی، گھوڑا اُن کا بعد میں پہنچتا آواز پہلے پہنچتی تھی اِس لیے اُنہوں نے آواز دے دی گویا یہ وائرلس کر دیا، وائرلس تو شروع دِن سے ہے آپ آواز دیتے ہیں یہ گویا وائرلس کرتے ہیں اُسے، بغیر تار کے آپ نے اُس تک بات پہنچا دی تو اُس وقت اُنہوں نے وزن کیا کہ گھوڑے کی رفتار سے آواز تیز ہے، گھوڑے کی رفتار کم اور اِن کی آواز زیادہ ہے۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں وَاَقْضَاھُمْ عَلِیٌّ وَاَصْدَقُھُمْ حَیَآءً عُثْمَانُ یہ وزنِ اَعراض ہو رہا ہے نبی علیہ السلام اَعراض کا وزن کر رہے ہیں اور عُبَیْدَۃُ بْنُ الْجَرَّاحِ اَمِیْنُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَوْکَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ یہ اَعراض کا وزن ہو رہا ہے تو اَعراض کا وزن اُس وقت بھی تھا اَب بھی ہے۔

اور تھرمامیٹر سے بخار کا وزن آپ کرتے ہیں حرارت ناپتے ہیں حرارت جسم سے جدا چیز ہے عرض ہے لیکن آپ ناپ لیتے ہیں اور سائنس تو بہت کچھ سوچ رہی ہے بیچاری مگر اِس کے باوجود اِسلام سے برتری نہیں آئے گی سائنس میں کیونکہ سائنس کے اُصول مُستند (نصی اور انحصاری) نہیں ہیں۔ آپ کہتے ہیں وَبِہٖ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَانٌ وَبِہٖ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَانٌ یہ بات مجھے فلاں اُستاد نے بتائی اور یہ فلاں اُستاد نے اور یہ فلاں اُستاد نے لیکن آپ آکسفورڈ میں چلے جائیں اور یونیورسٹیوں میں چلے جائیں سائنس کی بڑی بڑی لیبارٹریوں میں چلے جائیں کوئی اُصول کلیہ وَبِہٖ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَانٌ وَبِہٖ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَانٌ وَبِہٖ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَانٌ کہہ کر نہیں بتائے گا بلکہ وہ بعض دفعہ یہ کہتے ہیں کہ یہ جو اُصول سائنسی تھا یہ ختم ہو کے فنا ہو گیا یہ بالکل غلط تھا اَب یہ ہے۔ تو اِس کی بنیاد ایک دُوسرے کی تغلیط پر ہے اور اِس (علم حدیث) کی بنیاد اِستیناد اور استحکام پر ہے بڑا فرق ہے وہ علوم اِن علوم کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

اور اَب تو ''نینوٹیکنالوجی'' پر محنت ہو رہی ہے رُوس نے اَربوں ڈالر نینوٹیکنالوجی کے لیے خاص کردیا ہے۔ نینوٹیکنالوجی کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ ایک میٹر کے اَربویں حصّہ کی پیائش، ایک میٹر ہوتا ہے ایک گز سے زرا زیادہ، تو ایک گز جو ہے اِس کا ایک اَربواں حصّہ ہے اُس کی پیائش پر ہم قادر ہو جائیں کسی طرح اُس کو ہم ناپ لیں، اُس کی بنیاد پر آگے بہت سی سائنسی تحقیقات ہوں گی اِس پر کوشش کر رہے ہیں سائنسدان۔ تو اِنسان تو ایک میٹر کا اَربواں حصّہ ناپنے میں لگا ہوا ہے جو کہ عرض ہے اور وہ اگر کامیاب ہوگیا تو اُس میں کیا فائدہ ہوگا؟ یہ سوئچ اور بٹن جو ہیں یہ جو آپ دیکھتے ہیں اِس میں لگے ہوئے ہیں ایک بٹن کتنی جگہ گھیرتا ہے اور اُس پر اِتنی بڑی اُنگلی آجاتی ہے لیکن یہ بڑھ رہی ہے آہستہ آہستہ، اَب جو موبائل ہیں یہ جو چھوٹے چھوٹے آرہے ہیں اِن کے اَندر تار نہیں ہے حالانکہ تار ہے لیکن نظر نہیں آرہی نظروں سے اَوجھل ہوگئی پہلے تار ہوتی تھی سائنس بڑھ گئی تو اُنہوں نے اور باریک اور باریک پھر اِتنی کہ اَب وہ تار ہے لیکن نظر نہیں آرہی آپ کو۔ اِسی طرح اور بہت ساری مشینریوں میں تار ہے مگر نظر نہیں آرہی تو اَب یہ کوشش ہو رہی ہے کہ بٹن چھوٹا سے چھوٹا ہو جائے اِس ٹیکنالوجی کی بنیاد پر حتّٰی کہ وہ یہ سوچ رہے ہیں کہ ہم تتلی جتنا (جاسوسی) ہوائی جہاز ایجاد کرلیں اور وہ جایا کرے اور ساری خبریں لاکر ہمیں دے دیا کرے یہ ''نینوٹیکنالوجی'' کے مقاصد ہیں کہ تتلی جتنا جہاز، صرف اِتنا بڑا جہاز، اَب تو جہاز اِتنا بڑا چاہیے جس میں اِنسان بیٹھ سکے ظاہر ہے جب آدمی اُڑائے گا تو وہ آدمی جتنا تو ہونا چاہیے کم اَز کم کہ اِنسان کو بٹھائے اپنے اَندر۔ تو وزنِ اعراض جو ہے دُنیا میں اِنسان کر رہا ہے اور اِس حد تک سوچ رہا ہے اور یہ (وزنِ اعراض) شروع دِن سے چلا آرہا ہے تو اِس کے منکرین پر رَد کیا امام بخاریؒ نے۔

آگے حدیث ذکر فرمائی اور اُس میں سند ذکر فرمائی امام بخاریؒ نے اور فرمایا کہ مجھے یہ بات میرے اُستاد اَحمد بن اَشکابؒ نے بتائی اور اُنہوں نے یہ فرمایا کہ مجھے محمد بن فُضَیل نے بتائی اور اُنہوں نے یہ بتلایا کہ مجھے عمارۃ بن قعقاع نے بتائی اور وہ یہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات حضرت اَبوزُرعہ نے بتائی اور حضرت ابوزُرعہ یہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ بات حضرت ابوہریرہ سے سُنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم اجمعین) اور حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے یہ فرمایا اور میں نے نبی علیہ السلام کو یہ بات فرماتے ہوئے سُنا، کیا فرماتے ہوئے سُنا۔

اِس حدیث سے بھی وہ ثابت کر رہے ہیں کہ وزنِ اَعمال ہوگا یہ فرمایا کہ کَلِمَتَانِ یہاں پر یہ خبر جو ہے یہ مقدم ہے مبتداء مؤخر ہے اہمیت بتانے کے لیے تاکہ سُننے والا چاق وچوبند ہو جائے کہ آگے جو میں بات بتانی چاہ رہا ہوں اُس کے لیے ذہن تیار ہو جائے۔ نبی علیہ السلام چونکہ حکیم تھے حکمت سے کام لیتے تھے مزاج لوگوں کا سمجھتے تھے تو اہم بات ایک دَم بتادیتے تو شاید غیر اہم سمجھ لیتے اِس لیے اہم بات کو سمجھانے کے لیے اُنہوں نے خبر کو مقدم فرمایا تاکہ سننے والے چونک جائیں کہ آگے اِس کے بارے میں کیا بات فرمانا چاہتے ہیں اور اُس کی اہمیت کا اُنہیں اَندازہ ہو جائے۔

آپ نے اِرشاد فرمایا کَلِمَتَانِ دو باتیں ہیں دو کلمے ہیں ایسے کہ جو حَبِیْبَتَانِ بہت محبوب ہیں کس کو محبوب ہیں؟ رحمٰن کو اِلَی الرَّحْمٰنِ یعنی اللہ تعالیٰ کو خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ زبان پر بہت ہلکے ہیں اللہ کو بہت پسند ہیں اور زبان پر اُن کو بولنا کوئی مشکل نہیں ہے بہت ہلکے ہیں اور ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ ترازو میں بہت بھاری ہیں اللہ کے یہاں ترازو میں اُن کا بڑا وزن ہے، اِس حدیث سے بھی امام بخاریؒ نے ثابت کیا اور معتزلہ پر رَد کیا کہ وزنِ اَعمال ہو رہا ہے کیونکہ آپ فرمار ہے ہیں کہ میزان میں وہ بہت بھاری ہوں گے۔ وہ دو کلمے کونسے ہیں؟ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ کہ پاک ہے اللہ وَبِحَمْدِہٖ اور اللہ تعالیٰ خوبیوں سے متصف ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اللہ تعالیٰ منزہ اور مبرا ہیں اور عظیم و برتر ہیں یہ اِس کا مطلب ہے، اللہ تعالیٰ اِس پر عمل کی توفیق دے۔

آخری بات : آپ طلباء سے یہ گزارش کرنی ہے کہ ساری زندگی اتباعِ سنت آپ کا مطمعِ نظر ہونا چاہیے وہ پیشِ نظر رہنی چاہیے اور اِس کے ساتھ ساتھ ذکر کی طرف کثرت اور جس سے آپ کو مناسبت اور تعلق ہو (اُس سے بیعت کا معاملہ) قائم کریں اور صرف اُس سے تعلق قائم کرنے پر اِکتفاء نہ کریں بلکہ عملی شکل میں سلوک اور تصوف جو کہ نبی علیہ السلام کے علوم ہیں جو صحابہؓ کے ذریعے ہمیں پہنچے جیسے یہ علوم آپ نے پڑھے ہیں ایسے ہی وہ علوم ہیں جو حضرتِ محمد رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج تک ہمیں پہنچے ہیں اور اُن علوم کو حاصل کریں اُنہیں سیکھیں تاکہ اُس سے باطنی طہارت باطنی ترقی تزکیہ اور اللہ تعالیٰ کا جو قرب اور اُس کی جو معرفت ہے اور اُس کی خوشنودی وہ حاصل ہو سکے تو اللہ کی یاد کی کثرت اور اتباعِ سنت اور کسی نہ کسی درجہ میں اِن کتابوں سے اپنا تعلق ضرور قائم رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ سب کو عمل کی توفیق عطاء فرمائیں، آمین۔ ✿ ✿ ✿

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اِس سال جامعہ مدنیہ جدید میں دورۂ حدیث شریف کے ۱۷ طلباء نے اَسناد حاصل کیں، فارغ ہونے والے طلباء کے نام مع نتائج درج ذیل ہیں۔(ادارہ)

نمبر شمار	نام	ولدیت	ضلع	حاصل کردہ نمبر	درجہ
1	احسان اللہ	محمد ولی	سوات	282	مقبول
2	اختر حسین	خادم حسین	قصور	318	جید
3	اشرف علی حسن	ظہور احمد	لاہور	492	ممتاز
4	اکبر حسین	اَنور حسین	کراچی	518	ممتاز
5	امین اللہ	ثناء اللہ	ڈیرہ اسماعیل خان	300	جید
6	سیّد آفاق شاہ	سیّد طاہر حسین	کراچی	454	جید جدًا
7	حاکم خان	عبداللہ	مانسہرہ	322	جید
8	حامد الرحمٰن	امین الرحمٰن	اٹک	357	جید
9	حسین الرحمٰن	امیر بادشاہ	دیر	420	جید جدًا
10	خالد محمود	رُستم علی یونس	قصور	297	مقبول
11	خالد محمود	عبدالمجید	قصور	390	جید جدًا
12	خرم شہزاد	روشن دین	لاہور	377	جید جدًا
13	زُبیر احمد مدنی	عبدالاحد	لاہور	513	ممتاز
14	ساجد علی	محمد ابراہیم	لاہور	284	مقبول
15	سعید الرحمٰن	عبدالغفور	چترال	329	جید
16	سیف اللہ خالد	گُل رحمٰن	نوشہرہ	317	جید
17	شاہد علی	اصغر علی	شکارپور	460	جید جدًا
18	شاہد علی اَرائیں	کاظم علی اَرائیں	شکارپور	458	جید جدًا
19	صفدر علی	منظور حسین	شیخوپورہ	389	جید جدًا

نمبر شمار	نام	ولدیت	ضلع	حاصل کردہ نمبر	درجہ
20	صولت محمود	محمد رفیق	شیخوپورہ	450	جید جدًا
21	عبدالباسط	رحمت خان	لاہور	323	جید
22	عبدالستار	عبدالغفار خان	بنوں	521	ممتاز
23	عبدالکریم	عبدالقہار	کراچی	446	جید جدًا
24	عبدالعزیز	حبیب اللہ	کوئٹہ	327	جید
25	عبداللطیف	محمد اسحاق	قصور	307	جید
26	عبداللہ	عبدالحکیم	قصور	407	جید جدًا
27	عبدالوارث	نور احمد	بہاولنگر	373	جید جدًا
28	عبدالوہاب	فضل حمید عابد	ہنگو	351	جید
29	عثمان سرور	چوہدری محمد سرور	لاہور	397	جید جدًا
30	عدنان عزیز	محمد اکرم بنگش	کوہاٹ	472	جید جدًا
31	عزیز اللہ	عبداللہ	کوئٹہ	405	جید جدًا
32	عمر آیاز خان	نور آیاز خان	بنوں	382	جید جدًا
33	عطاء اللہ	عثمان غنی	کرک	329	جید
34	عمر ناصر	مواص خان	لاہور	556	ممتاز (دوم)
35	غلام مرتضٰی	منیر احمد	بہاولنگر	444	جید جدًا
36	غلام مصطفٰی	جمیل احمد	گوجرانوالہ	568	ممتاز (اوّل)
37	فضل کریم	محمد نور	چترال	411	جید جدًا
38	کامران محمود	محمود خان	ہری پور	282	مقبول
39	محبت علی	شیر علی	قصور	400	جید جدًا
40	محمد اِرشاد	محمد مسکین	مانسہرہ	302	جید
41	محمد اسلم	محمد یوسف	مانسہرہ	382	جید جدًا

نمبرشمار	نام	ولدیت	ضلع	حاصل کردہ نمبر	درجہ
42	محمداسلم	عبدالغفور	قصور	332	جید
43	محمدآصف	عبدالغفور	گوجرانوالہ	541	ممتاز(سوم)
44	محمدآمین	حکیم اللہ	کوہاٹ	331	جید
45	محمدبلال اَحمد	فیض بخش	مظفرگڑھ	314	جید
46	محمدتقی	محمدشفیع	مانسہرہ	378	جیدجدًا
47	محمددین	نورمحمد	قصور	302	جید
48	محمدرمضان	محمداِسلام	لودھراں	299	مقبول
49	محمدریاض	محمدرمضان	ساہیوال	377	جیدجدًا
50	محمدزکریا	دین محمد	سیالکوٹ	422	جیدجدًا
51	محمدسرور	محمدرمضان	لاہور	297	مقبول
52	محمدشکیل	عبدالشکور	شیخوپورہ	282	مقبول
53	محمدشیر	شیربہادر	اپردیر	349	جید
54	محمدشیرازبھٹی	نصراللہ بھٹی	راولپنڈی	355	جید
55	محمدصادق	عبدالحی	لورالائی	377	جیدجدًا
56	محمدصادق جان	صالح محمد	لورالائی	300	جید
57	محمدطیب سیرین	محمدعارف	راولپنڈی	466	جیدجدًا
58	محمدعاصم	عبدالغفار	خانیوال	403	جیدجدًا
59	محمدعمران	عبدالغفور	مانسہرہ	487	ممتاز
60	محمدفاران	غیاث الدین	قصور	286	مقبول
61	محمدفرحان	محمدیوسف	لاہور	412	جیدجدًا
62	محمدکاشف	شیرمحمد	ڈیرہ اسماعیل خان	304	جید
63	محمدموسیٰ	نظام الدین	اسناق	477	جیدجدًا

نمبر شمار	نام	ولدیت	ضلع	حاصل کردہ نمبر	درجہ
64	محمد ناصر	محمد خورشید	صوابی	337	جید
65	محمد ندیم اَنصاری	یوسف اَنصاری	کراچی	451	جید جدًا
66	محمد یوسف	شیر محمد	خوشاب	308	جید
67	مقبول میر	محمد اَیاز	گلگت	384	جید جدًا
68	نثار محمد	نیاز محمد	راولپنڈی	368	جید جدًا
69	نذیر احمد	دوھندل خان	قصور	297	مقبول
70	نورالامین	منظور خان	ایبٹ آباد	393	جید جدًا
71	نوید عثمان	عبدالرحمٰن	کراچی	433	جید جدًا

قسط : ۲

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب

﴿ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ﴾

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جہیز :

الاصابہ میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جہیز میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک بچھونا اور ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور دو چکیاں اور دو مشکیزے عنایت فرمائے۔ ایک روایت میں چار تکیے آئے ہیں اور ایک روایت میں چار پائی کا ذکر بھی ہے (مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی) ایک روایت میں ہے کہ اِن کی رخصتی جس رات کو ہوئی اُن کا بستر مینڈھے کی کھال تھا (الترغیب) ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کا بستر ہو اَور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ بھی جہیز میں آنحضرت ﷺ نے عنایت فرمایا ہو۔

ولیمہ :

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دُوسرے روز اَپنا ولیمہ کیا جس میں سادگی کے ساتھ جو میسر آیا کھلا دیا۔ ولیمہ میں جو (کی روٹی)، کھجوریں، حریرہ، پنیر، مینڈھے کا گوشت تھا۔ (من المواہب وشرحہ)

کام کی تقسیم :

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی خادم نہیں تھا۔ گھر کا کام دونوں میاں بیوی مل کر کر لیتے تھے۔ حضورِ اقدس ﷺ نے اُن کا کام اِس طرح تقسیم فرما دیا تھا کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر کے اَندر کے کام کیا کریں (مثلاً آٹا گوندھنا، کھانا پکانا، بستر بچھانا، جھاڑو دینا وغیرہ) اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر کے باہر کا کام انجام دیا کریں۔ (زادُ المعاد)

اَولاد :

جب تک حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ رہیں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دُوسرا

نکاح نہیں کیا، آنحضرت ﷺ کی نسل حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی چلی، آپ ﷺ کی اَولاد میں جو صاحبزادے تھے وہ قبل اَز بلوغ ہی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے تھے اور آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تو کوئی اَولا ہی نہیں ہوئی اور حضرت رُقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو اَولاد ہوئی تھی اُن سے بھی نسل نہیں چلی۔ (اُسد الغابہ)

جس قدر بھی سادات ہیں (جن کے فیوض سے مشرق ومغرب مستفید ہے) سب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اَولاد ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کی صاحبزادی سے جو نسل چلی وہ آپ کی نسل سمجھی گئی ورنہ عام قاعدہ یہ ہے کہ اِنسان کی نسل اُس کے بیٹوں سے چلتی ہے اور بیٹی سے جو نسل چلتی ہے وہ اُس کے شوہر کے باپ کی نسل مانی جاتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے علاوہ جو بھی نبی بھیجا اُس کی ذُرّیت اُس کی پشت سے فرمائی اور میری ذُرّیت اللہ تعالیٰ نے علی رضی اللہ عنہ کی پشت سے جاری فرمائی۔ (شرح المواہب للزرقانی)

سب سے پہلے حضرت حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ سید عالم ﷺ نے اُن کا نام ''حسن'' تجویز فرمایا۔ خود ہی اُن کے کان میں اَذان دی اور عقیقہ کے روز حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اِس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کردو۔ حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وزن کیا تو ایک درہم (چونی بھر) یا اُس سے کچھ کم وزن اُترا۔

ابوداؤ داور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ دونوں کا عقیقہ فرمایا۔ (مشکوٰۃ شریف باب العقیقہ ص ۳۶۲)

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت رمضان المبارک ۳ھ کو ہوئی۔ بعض نے شعبان ۳ھ میں اِن کی ولادت بتائی ہے اور بعض علماء نے ۴ھ اور بعض نے ۵ھ بھی اِن کی ولادت بتائی ہے مگر اوّل قول ہی ٹھیک ہے۔ پھر اگلے سال حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی۔ آنحضرت ﷺ اُن دونوں سے بہت محبت فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دونوں دُنیا میں میرے پھول ہیں۔ (مشکوٰۃ عن البخاری) اور یہ بھی فرمایا کہ یہ دونوں جنت میں جوانوں کے سردار ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سینہ سے سر تک حضرت حسن رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے مشابہ تھے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سینہ سے نیچے نیچے حضور ﷺ کے مشابہ تھے۔ (مشکٰوۃ)

اِن دونوں بھائیوں کے بعد تیسرے بھائی حضرت محسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ حضورِ اقدس ﷺ نے ہی یہ نام تجویز فرمایا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں اپنی کنیت ابوحرب رکھنا چاہتا تھا۔ جب حسن کی ولادت ہوئی تو میں نے اُس کا نام ''حرب'' [1] رکھ دیا۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور فرمایا دِکھاؤ میرا بیٹا کہاں ہے؟ تم نے اِس کا کیا نام رکھا؟ میں نے عرض کیا ''حرب'' رکھ دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، اِس کا نام حسن ہے۔ پھر جب حسین کی ولادت ہوئی تو میں نے اُس کا نام بھی ''حرب'' تجویز کر دیا۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ دِکھاؤ میرا بیٹا کہاں ہے؟ اُس کا تم نے کیا نام رکھا؟ میں نے عرض کیا ''حرب'' نام رکھ دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، وہ حسین ہے۔ پھر جب تیسرا بچہ پیدا ہوا تو اُس کا نام بھی میں نے حرب تجویز کر دیا۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور فرمایا دِکھاؤ میرا بیٹا کہاں ہے؟ اُس کا تم نے کیا نام رکھا؟ میں نے عرض کیا کہ ''حرب'' نام رکھ دیا ہے۔ فرمایا نہیں، وہ محسن ہے۔ پھر فرمایا کہ میں نے جو اِن کے نام تجویز کیے ہیں یہ تینوں نام ہارون (پیغمبر صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ) کے (تینوں) بچوں کے نام ہیں۔ اُن کے ایک بچے کا نام شبر، دُوسرے کا شبیر، تیسرے کا مبشر تھا (حسن، حسین، محسن اِن کا ترجمہ ہے) (جمع الفوائد و مسند امام احمد) حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تیسرے صاحبزادے حضرت محسن رضی اللہ عنہ نے بچپن ہی میں وفات پائی۔ (المواہب وشرحہ)۔ (جاری ہے)

---

[1] حرب کا معنٰی ''جنگ'' ہے۔ حضرت علیؓ بہادر اور نبرد آزما اِنسان تھے۔ اُنہوں نے چاہا کہ کسی طرح مجھے ابوحرب کہا جانے لگے اِس لیے ہر مرتبہ آپ نے بچوں کا نام حرب رکھا۔

عورتوں کے رُوحانی امراض

﴿ ازافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

عورتیں بھی کامل ہوسکتی ہیں :

جیسے مرد کامل ہوسکتے ہیں اِسی طرح عورتیں بھی کامل ہوسکتی ہیں اور جیسے خود مردوں کی نوع (قسم) میں فرق ہے اِسی طرح عورتوں میں بھی فرق ہے۔ اور عورتوں کے کامل ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جیسے مرد کامل ہوتے ہیں یہ ویسی ہو جائیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اپنی اِستعداد کے موافق کامل ہوسکتی ہیں خواہ مردوں کے برابر نہ ہوں۔ اور عورتوں کے کامل ہونے پر شبہ نہ کیا جائے کہ یہ تو بروئے حدیث ناقص ہیں پھر اِن کو کامل کیسے کہا جاسکتا ہے۔ بات یہ ہے کہ عورتوں میں دو قسم کے نقصان ہیں ایک مردوں کے مقابلہ میں سو اُس کا تدارک تو غیر اختیاری ہے اور اِکتساب (کوشش کرنے) کو اِس میں دخل نہیں ہے۔ اور ایک نقصان اپنی نوع کے لحاظ سے ہے اُس کا تدارک ہوسکتا ہے اور وہ اختیاری ہے اور یہ نقصان کمال سے بدل سکتا ہے۔ بہرحال عورتوں کو بھی ایک کمال علمی حاصل ہوسکتا ہے جس کو ایمان کہا گیا ہے۔ دُوسرا کمال عملی بھی ہوسکتا ہے جس کو احسان فرمایا گیا ہے۔ علم و عمل دونوں ضروری ہیں۔ (العاقلات الغافلات)

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ " اے ایمان والو! تقوی حاصل کرو اور سچوں کے ساتھ ہوجاؤ'' میں کمال دِین حاصل کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ تم کاملین اور راسخین یعنی جو لوگ دین میں پختہ اور مضبوط ہوں اُن کے ساتھ ہو جاؤ۔ مردوں کو اِس طریقہ پر عمل کرنا آسان ہے لیکن قابلِ غور بات یہ ہے کہ عورتوں کے لیے اِس کا طریقہ کیا ہے؟ اور یہ سوال واقعی بہت ضروری ہے۔

اِس کا جواب یہ ہے کہ اِس کے دو طریقے ہیں۔ ایک تو یہ کہ عورتیں بھی اُن ہی بزرگوں سے فیض حاصل کریں جن سے مرد فیض حاصل کرتے ہیں مگر یہ ذرا دُشوار ہے، کیونکہ اوّل تو مردوں اور عورتوں کا ساتھ کیا؟ دُوسرے پردہ کی وجہ سے شیخ کو اُن سے مناسبت کامل نہیں ہوسکتی اور مناسبت کے بغیر نفع کامل نہیں ہوتا اور بزرگوں کے سامنے آنا اور اُن سے پردہ نہ کرنا جائز نہیں۔ ہاں جن عورتوں کے باپ یا شوہر اِس قابل ہوں وہ

اُن سے فیض حاصل کر سکتی ہیں مگر سب کے تو باپ اور شوہر کامل نہیں اِس لیے یہ طریقہ کافی نہیں۔

دُوسرا طریقہ یہ ہے کہ مرد تو کامل مردوں سے فیض حاصل کریں اور عورتیں کامل عورتوں سے فیض حاصل کریں اور قیاس کا اصل مقتضٰی بھی یہی ہے کہ جس طرح مردوں کو حکم ہے کہ **کُوْنُوْا مَعَ الصَّا دِقِیْنِ** اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اِسی طرح عورتوں کو حکم دیا جائے کہ ''**کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقَاتْ** '' اے عورتو! تم سچی عورتوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

مگر اِس پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا عورتیں بھی کامل ہو سکتی ہیں؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ ہاں قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں بھی کامل ہو سکتی ہیں کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مردوں کو صادِقین فرمایا ہے اِسی طرح عورتوں کو بھی صادِقات فرمایا ہے چنانچہ سورۂ اَحزاب کی ایک آیت **اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ** (الآیہ) میں بھی صادِقین اور صادِقات (سچے مرد اور سچی عورتیں) آیا ہے اور عورتوں کے بھی کامل ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ اور واقعی عورتوں کی اِصلاح کا سب سے اچھا طریقہ یہی ہے کہ عورتیں کامل ہوں یہ اُن کی صحبت میں رہیں مگر اَفسوس ہے کہ ہماری عورتوں کے طبقہ میں آج کل کامل بہت کم ہیں۔ (جاری ہے)

❁ ❁ ❁

شبِ قدر کی دُعاء

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ شبِ قدر کون سی ہے تو (اُس رات) میں کیا دُعا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا (دُعا میں) یوں کہنا :

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

اے اللہ ! تو معاف کرنے والا ہے معافی کو پسند فرماتا ہے

لٰہذا مجھے معاف فرمادے

کلام : حضرت سیّد انور حسین نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ
بخدمت : حضرت مولانا سیّد اَرشد مدنی صاحب مدظلہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَز تو می خواہم دُعاءِ مُستجاب [۱]

اے فروغِ نورِ جانِ مصطفیٰ ◄ اے چراغِ دُودمانِ مصطفیٰ
ابنِ شیخِ مدَنی و شیخِ حرم [۲] ◄ اَز تو دارم چشمِ اَلطاف و کرم
حامیِ بے چارگان و بے کساں ◄ رہنما و مرجعِ صاحبِ دلاں
سیّدِ والا گُہر ، عالی جناب ◄ اَز تو می خواہم دُعاءِ مُستجاب
وقتِ رحلت برسرش آمد اَنیس ◄ ہست بر بخشش زبس نازاں نفیسؔ

۲۲ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ/ ۷ اگست ۲۰۰۷ء بروزمنگل

حاشیہ اَز : مولانا محمد عابد صاحب، ناظم صُفّہ ٹرسٹ لاہور

۱ حضرت سیّد نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ کی حیاتِ مبارکہ کی یہ آخری نظم ہے جو آپ نے اپنے مرض الوفات میں حضرت مولانا سیّد اَرشد مدنی صاحب مدظلہم کی آپ کی عیادت کے لیے تشریف آوری کے موقع پر موزوں فرمائی تھی، اُن دنوں آپ کی طبیعت کافی ناساز تھی آپ نے اُسی روز راقم الحروف کو بھائی رضوان نفیس صاحب کے ذریعہ بلوا کر اِملاء کروا دی تھی ، کچھ اَلفاظ ہمارے سننے سے رہ گئے اور بعد میں آپ کی خرابیِ طبیعت کے باعث آپ سے اُن کی تصحیح نہ ہوسکی، آپ کے اِنتقال کے بعد اُستاذِ مکرم ڈاکٹر آفتاب اَصغر صاحب زید مجدہم سابق صدر شعبہ فارسی اوری اینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور اور اُردو اور فارسی کے ممتاز ومعروف شاعر واَدیب محترم ڈاکٹر محمد اسلم اَنصاری صاحب زید مجدہم کو وہ اَشعار جو حضرت شاہ صاحبؒ سے سنے تھے دِکھا کر تصحیح کرالی ، نیز ڈاکٹر آفتاب اَصغر صاحب زید مجدہم نے آخری شعر کا اِضافہ بھی فرمادیا، اَب یہ اَشعار بصورتِ مُخمّس قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

۲ حضرت مولانا سیّد اَرشد مدنی صاحب مدظلہم بن شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ

قسط : ۲

کیا تکافل کا نظام اِسلامی ہے؟

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب ﴾

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہٗ کی کوششوں سے اِنشورنس کے مروجہ نظام کی جگہ ''تکافل'' کے نام سے اِسلامی انشورنس کا نظام بہت تیزی سے پھیل رہا ہے۔ اِس نظام کے بارے میں ہم نے مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ کا ایک عربی رسالہ اور اُن کے دارالعلوم کے ایک اُستاد ڈاکٹر اعجاز احمد صاحب صمدانی کی ایک کتاب کا مطالعہ کیا تو ہمیں یہ نظام شریعت کے متصادم نظر آیا، اِسی کے بیان میں یہ زیرِ نظر مضمون ہے۔(عبدالواحد غفرلہٗ)

لیکن تنقیح فتاوی حامدیہ میں اِس کے مخالف دو فتوے ملتے ہیں، اِس لیے ہم پہلے اُن کو نقل کرتے ہیں پھر ہم اپنی بات کہیں گے۔

1- فی فتاوی الشلبی وقف البناء بدون الارض صحیح والحکم به صحیح لکن فی وقفه علی نفسه اشکال من جهة ان الوقف علی النفس اجازه ابویوسف ومنعه محمد . وقف البناء بدون الارض من قبیل وقف المنقول ولا یقول به ابو یوسف بل محمد فیکون الحکم به مرکبا من مذهبین وهو لا یجوز لکن الطرسوسی ذکر ان فی منیة المفتی ما یفید جواز الحکم المرکب من مذهبین و علی هذا یتخرج الحکم بوقف البناء علی نفسه فی مصرفی اوقاف کثیرة علی هذا النمط حکم بها القضاء السابقون و لعلهم بنوه علی ما ذکرنا من جواز الحکم المرکب من مذهبین او علی ان الارض لما کانت متقررة للاحتکار نزلت منزلة ما لو وقف البناء مع الارض من جهة ان الارض بید ارباب البناء یتصرفون فیها بما شاؤا من هدم و بناء و تغییر لا یتعرض احد لهم فیها ولا یزعجهم عنها وانما علیهم غلة تؤخذ منهم کما افاده الخصاف.

''فتاوی شلبی میں ہے زمین کے بغیر محض عمارت کا وقف صحیح ہے اور اِس کا حکم بھی صحیح ہے لیکن اِس کو اپنے اُوپر وقف کرنے میں اِس اعتبار سے اشکال ہے کہ اپنے اُوپر وقف کو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے جائز کیا ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ناجائز کیا ہے۔ زمین کے بغیر محض عمارت کا وقف منقول کا وقف ہے جس کے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ قائل نہیں بلکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ قائل ہیں۔ لہٰذا اِس کا حکم دو مذہبوں سے مرکب ہوا اور یہ جائز نہیں ہے۔ لیکن طرسوسی نے ذکر کیا کہ منیۃ المفتی میں ایسی بات مذکور ہے جس سے دو مذہبوں سے مرکب حکم جائز معلوم ہوتا ہے اور اِسی پر مصر میں بہت سے اَوقاف میں اِن کے اُوپر عمارت کے وقف کا حکم نکلتا ہے۔ گزشتہ قاضیوں نے اِسی طرح سے فیصلہ دیا۔ اِن کا فیصلہ یا تو اِس پر مبنی ہے جو ہم نے ذکر کیا کہ دو مذہبوں سے مرکب حکم جائز ہوتا ہے یا اِس پر مبنی تھا کہ زمین احتکار کی تھی یعنی تعمیر کو برقرار رکھنے کے لیے سرکاری زمین کرایہ پر لی گئی تھی (**الاستحکار عقد اجارة یقصد به استبقاء الارض مقررة للبناء والغرس او لاحدهما.** ردالمحتار ص 428 ج 3) تو گویا عمارت زمین سمیت وقف تھی۔ وجہ یہ تھی کہ وہ زمین عمارت کے مالکان کے قبضہ میں ہوتی ہے اور وہ عمارت میں جو چاہے تصرف کرتے ہیں کراتے ہیں، بناتے ہیں اور اِس میں تبدیلی کرتے ہیں اور حکومت اِن سے کچھ تعرض نہیں کرتی بس اِن سے زمین کا کرایہ وصول کرتی رہتی ہے۔ اِس زمین میں مالکان کی وراثت بھی چلتی ہے اور وارثوں میں تقسیم بھی ہوتی ہے''۔

وذكر فی اوقاف الخصاف ان وقف حوانيت الاسواق يجوز ان كانت الارض باجارة فی ايدی الذين بنوها لا يخرجهم السلطان عنها من قبل انار ايناها فی ايدی اصحاب البناء توارثوها و تقسم بينهم لا يتعرض لهم السلطان فيها ولا يزعجهم وانما له غلة يأخذها منهم و تداولها خلف عن سلف و مضی عليها الدهور وهی فی ايديهم يتبايعونها و يؤجرونها و تجوز فيها و صاياهم و يهدمون بناء ها و يعيدونه و يبنون غيره فكذلك الوقف

فیھا جائز (رد المحتار ص 428ج 3)

2- وفی موضع آخر من الوقف من فتاویٰ الشلبی ما نصہ فاذاکان وقف الدراھم لم یرو الا عن زفر ولم یروعنہ فی وقف النفس شیٔ فلا یتأتی وقفھا علی النفس حینئذ علی قولہ لکن لو فرضنا ان حاکما حنفیا حکم بصحۃ وقف الدراھم علی النفس ھل ینفذ حکمہ فنقول النفاذ مبنی علی القول بصحۃ الحکم الملفق و بیان التلفیق ان الوقف علی النفس لا یقول بہ الا ابو یوسف وھو لایری وقف الدراھم و وقف الدراھم لایقول بہ الا زفروھو لایری الوقف علی النفس فکان الحکم بجواز وقف الدراھم علی النفس حکما ملفقا من قولین کما تری. و قد مشی شیخ مشائخنا العلامۃ زین الدین قاسم فی دیباجۃ تصحیح القدوری علی عدم نفاذہ و نقل فیھا عن کتاب توفیق الحکام فی غوامض الاحکام ان الحکم الملفق باطل باجماع المسلمین و مشی الطرسوسی فی کتابہ انفع الوسائل علی النفاذ مستندا فی ذلک لما راہ فی منیۃ المفتی.

''فتاویٰ شلبی ہی میں ایک اور مقام پر یہ ذکر ہے کہ دراہم کا وقف صرف امام زفر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے جبکہ اِن سے اپنے اُوپر وقف کے بارے میں کچھ منقول نہیں ہے لہٰذا اِن کے قول پر دراہم کا وقف علی النفس نہیں بنتا لیکن اگر ہم فرض کریں کہ کسی حنفی حاکم نے دراہم کے وقف علی النفس کے صحیح ہونے کا حکم جاری کیا تو کیا اِس کا حکم نافذ ہوگا؟''

ہم کہتے ہیں :

نافذ ہونا اِس پر مبنی ہے کہ تلفیق شدہ حکم کو صحیح مانا جائے اور تلفیق کا بیان یہ ہے کہ وقف علی النفس کے قائل امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو دراہم کے وقف کے قائل نہیں جبکہ دراہم کے وقف کے قائل امام زفر رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو وقف علی النفس کے قائل نہیں ہیں۔ لہٰذا دراہم کا وقف علی النفس ایسا حکم ہے جو دو قولوں کی تلفیق سے حاصل ہوا ہے۔ علامہ زین الدین قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے **دیباجہ تصحیح القدوری** میں لکھا

ہے کہ وہ حکم نافذ نہ ہوگا۔ وہیں اُنہوں نے کتاب **توفیق الحکام فی غوامض الاحکام** سے نقل کیا کہ اِس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ تلفیق شدہ حکم باطل ہوتا ہے جبکہ طرسوسی نے اپنی کتاب **انفع الوسائل** میں حکم کے نافذ ہونے کو اِختیار کیا اِس وجہ سے جو منیۃ المفتی سے مذکور ہے۔

پھر علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ حکم کے نافذ ہونے کے حق میں لکھتے ہیں :

ورایت بخط شیخ مشائخنا ملا علی الترکمانی فی مجموعته الکبیرة ناقلا عن خط الشیخ ابراهیم السوالاتی بعد هذه المسئلة المنقولة عن فتاویٰ الشلبی ما نصه اقول و بالجواز افتی شیخ الاسلام ابو السعود فی فتاواه و ان الحکم ینفذ و علیه العمل.

''میں نے اپنے شیخ المشائخ ملا علی ترکمانی کے بڑے مجموعہ میں اِن کے ہاتھ کی تحریر دیکھی۔ اُنہوں نے شیخ ابراہیم سوالاتی کی تحریر نقل کی جس میں فتاوٰی شلبی کے ذکر کردہ مسئلہ کے بعد یہ لکھا تھا کہ شیخ الاسلام ابوسعود نے اپنے فتاوٰی میں اِس کے جواز کا فتوی دیا ہے اور یہ کہ حکم نافذ ہے اور اِس پر عمل ہے''۔

اِس کے بعد علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی اِس بات کا کہ تلفیق شدہ حکم مسلمانوں کے اجماع سے باطل ہے یہ جواب دیا کہ

المراد بما جزم ببطلانه ما اذاکان من مذاهب متباینة...... بخلاف ما اذاکان ملفقا من اقوال اصحاب المذهب الواحد.

''جس تلفیق شدہ حکم کے بطلان کا اُنہوں نے جزم کیا اُس سے مراد مختلف مذاہب سے ملا کر بنایا ہوا حکم ہے......بخلاف اِس صورت کے جب تلفیق شدہ حکم ایک ہی مذہب کے اصحاب کا ہو۔''

ہم کہتے ہیں :

علامہ شلبی رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں فتوے محل نظر ہیں۔

1- اِن کے مذکورہ بالا دونوں ہی فتوے اِس پر مبنی ہیں کہ دو قولوں سے ترکیب و تلفیق شدہ حکم جبکہ وہ

دونوں قول ایک مذہب کے ہوں جائز ہوتا ہے۔ تلفیق میں جو دو قول جمع کیے گئے ہیں وہ یہ ہیں :

i- نقدی و منقولات کا وقف جائز ہے امام محمد و امام زفر رحمہما اللہ کے نزدیک

ii- وقف علی النفس جائز ہے امام ابو یوسف کے نزدیک

لیکن امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ تو منقولات اور نقدی میں وقف ہی کے قائل نہیں تو لامحالہ اِن میں وقف علی النفس کے بھی قائل نہیں ہیں۔ لہٰذا اُن کے نزدیک وقف علی النفس مطلق نہیں ہے مقید ہے غیر منقولات کے ساتھ۔ اِس کو مطلق لینے کی کوئی وجہ اور دلیل موجود نہیں ہے۔ اِسی طرح امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دراہم کے وقف کا جواز مقید ہے اُس کے ساتھ کہ وہ فقراء پر ہو علی النفس نہ ہو۔ کیونکہ وہ وقف علی النفس کے قائل ہی نہیں ہیں۔

اب دو قول یوں بنے :

i- غیر منقولات کا وقف علی النفس جائز ہے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک

ii- نقدی و منقولات کا وقف فقراء پر جائز ہے امام زفر رحمہ اللہ کے نزدیک

دونوں قولوں کو ملائیں تو یہ نتیجہ نکلے گا کہ غیر منقولات کا وقف علی الفقراء و علی النفس جائز ہے اور منقولات و نقدی کا وقف علی الفقراء جائز ہے، اِس سے تلفیق نہیں بنتی۔ کیونکہ تلفیق میں ہر ایک کے حکم کو پورا بعینہٖ لیا جاتا ہے یہ نہیں کہ مقید کو مطلق لے لیا اور مطلق کو مقید کر کے لے لیا۔ غرض علامہ طرسوسی رحمۃ اللہ علیہ کا بتایا ہوا تلفیق شدہ حکم حقیقت میں تلفیق کا نتیجہ نہیں بلکہ منقولات کو غیر منقولات کے وقف علی النفس پر قیاس کا نتیجہ ہے جس کے بارے میں ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ یہ قیاس مع الفارق ہونے کی وجہ سے دُرست نہیں ہے۔

2- پہلے فتوے میں علامہ شلبی رحمۃ اللہ علیہ نے طرسوسی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ

وعلی ھذا یتخرج الحکم بوقف البناء علی نفسہ فی مصر فی اوقاف کثیرۃ علی ھذا النمط حکم بھا القضاۃ السابقون ولعلھم بنوہ علی ما ذکرنا من جواز الحکم المرکب من مذھبین او علی ان الارض لما کانت متقررۃ للاحتکار نزلت منزلۃ ما لو وقف البناء مع الارض.

اور اِسی پر مصر کے بہت سے اَوقاف میں اِن کے اُوپر عمارت کے وقف کا حکم ملتا ہے۔

گزشتہ قاضیوں نے اِسی طرح سے فیصلہ دیا۔ شاید اِن کا فیصلہ یا تو اِس پر مبنی ہے جو ہم نے ذکر کیا کہ دو مذہبوں سے مرکب حکم جائز ہوتا ہے یا اِس پر مبنی ہے کہ زمین احتکار کی تھی تو گویا عمارت زمین سمیت وقف کی گئی تھی۔

ہم کہتے ہیں :

طرسوسی رحمۃ اللہ علیہ نے بات کو اِس طرح سے ذکر کیا ہے گویا گزشتہ قاضی بہت سے اَوقاف میں زمین کے بغیر عمارت کے وقف علی النفس کے جواز کا فیصلہ دیتے رہے ہیں حالانکہ اور حضرات اِن کی طرف صرف عمارت کے وقف کے جواز کے فیصلہ کی نسبت کرتے ہیں اِس کے وقف علی النفس کے فیصلہ کی نہیں۔

ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

و فی الفتاوی لقاضی خان وقف بناء بدون ارض قال هلال لایجوز انتهی لکن فی الخصاف ما یفید ان الارض اذا کانت متقررة الاحتکار جاز فانه قال فی رجل وقف بناء دار له دون الارض انه لا یجوز. قیل له فما تقول فی حوانیت السوق ان وقف رجل حانوتا منها؟ قال ان کان الارض اجارة فی ایدی القوم الذین بنوها لا یخرجهم السلطان عنها فالوقف جائز...... و تداولها الخلفاء ومضی علیها الدهور وهی فی ایدیهم...... فافاد ان ما کان مثل ذلك جاز وقف البنیان فیه و الا فلا (فتح القدیر ص 217 ج 6)

ایسے ہی علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ردالمحتار میں خصاف رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔

3- پہلے فتوے میں طرسوسی رحمۃ اللہ علیہ نے زمین کے بغیر عمارت کے وقف علی النفس کے جواز کی دو ممکنہ وجوہات بتائی ہیں اور اپنا خیال ظاہر کیا ہے کہ سابقہ قاضیوں نے اپنے فیصلہ کی بنیاد اِن ہی دو میں سے کسی ایک کو بنایا ہے، گویا علامہ طرسوسی خود تردد میں ہیں کہ واقعی وجہ کیا ہے؟ اور اِن دونوں وجہوں کا حال ہم بیان کر چکے ہیں کہ تلفیق بنتی نہیں اور گزشتہ حکام کا فیصلہ زمین کے بغیر عمارت کے وقف کے جواز کے بارے میں ہے اِس میں وقف علی النفس کے جواز کے بارے میں نہیں۔ اور اگر وقف علی النفس کے جواز کے حکم کو بھی تسلیم کرلیا

جائے تو وہ احتکار والی زمین میں موجود عمارت کے بارے میں ہے جس کے ساتھ زمین بھی گویا وقف ہی ہوتی ہے۔ لہٰذا خالص منقول میں وقف علی النفس کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔

3- علامہ شلبی کے دُوسرے فتوے کا مدار بھی طرسوسی رحمۃ اللہ علیہ پر اور اُن کے اِس قول پر ہے کہ نقدی میں وقف علی النفس حکم ملفق ومرکب ہے۔ اِس تلفیق کی حقیقت ہم اُوپر بتا چکے ہیں۔

رہی یہ بات کہ طرسوسی رحمۃ اللہ علیہ کی بات کو علامہ شلبی اور شیخ الاسلام ابوسعود اور علامہ شامی رحمہم اللہ نے بھی اختیار کیا ہے تو اِس سے فرق نہیں پڑتا کیونکہ جب اُنہوں نے دلیل ذکر کی ہے تو اَب دلیل کی حقیقت کو دیکھا جائے گا اشخاص کو نہیں۔

2- دُوسری باطل بنیاد، یہ سود اور قمار پر مبنی ہے۔

اُوپر ہم نے مولانا تقی عثمانی مدظلہ کی یہ دو باتیں ذکر کر چکے ہیں جو دوبارہ ذہن نشین کر لینی چاہئیں۔

i- ان الوقف له شخصية اعتبارية فی کل من الشريعة و القانون.

قانون اور شریعت دونوں ہی میں وقف کو قانونی واعتباری شخصیت حاصل ہے۔

ii- ما يتبرع به المشترکون يخرج من ملکهم و يدخل فی ملک الصندوق الوقفی و بما انه ليس وقفا و انما هو مملوک للوقف .

پالیسی ہولڈر جو چندہ دیتے ہیں اُن کی ملکیت سے نکل کر وقف فنڈ کی ملکیت میں داخل ہو جاتا ہے اور وہ وقف کی ملکیت بنتا ہے خود وقف نہیں بنتا۔

مولانا تقی عثمانی کے دارالعلوم کراچی کے ایک اُستاد ڈاکٹر مولانا اعجاز احمد صمدانی صاحب کچھ وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

''وقف چونکہ خود شخص قانونی ہے اور دیے گئے عطیات براہِ راست وقف کی ملکیت میں چلے جاتے ہیں اور وقف پھر اپنے طے کردہ ضوابط کی روشنی میں کلیمز (Claims) کی ادائیگی کرتا ہے اس لیے وقف کا نظام زیادہ قابلِ اطمینان ہے۔'' (تکافل اِنشورنس کا اسلامی طریقہ ص100)

''جو لوگ وقف کی بنیاد پر بننے والے پول کو تبرع (Donate) کرتے ہیں وہ تبرع

وقف کی ملکیت میں چلا جاتا ہے اور اِس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی وقف مثلاً مدرسہ یا قبرستان کے لیے چندہ دینا۔ جب کوئی چیز وقف کی ملکیت میں آ جاتی ہے تو وقف اپنے قواعد کی روشنی میں وقف کے لیے چندہ دینے والے کو بھی فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ گویا وقف کو چندہ دینے والے کے لیے وقف سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے چنانچہ اگر کوئی شخص مثلاً کسی مدرسہ کو چندہ دیتا ہے تاکہ اِس میں مسلمانوں کے بچے زیورِ تعلیم سے آراستہ ہوں......تو اُس کے لیے بھی جائز ہے کہ اپنے بچے کو بھی اِس مدرسہ میں تعلیم دلوائے۔ یہ اس لیے کہ وہ وقف اِسی مقصد کے لیے قائم ہوا ہے۔ اِسی طرح وقف کی بنیاد پر جو تکافل قائم ہوتا ہے وہ خاص قسم کے اَفراد یعنی ایسے افراد کے لیے قائم ہوتا ہے جنہیں مخصوص قسم کا نقصان پہنچ سکتا ہے تو اِس وقف کو تبرع کے طور پر رقم دینے والا اِسی طرح پول سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے جس طرح مدرسہ یا قبرستان کو چندہ دینے والا۔ (تکافل ص 101)

ہم کہتے ہیں :

تکافل میں وقف فنڈ کو چندہ دینے اور اِس سے نقصان کی تلافی حاصل کرنے کے اِس نظام پر چند اشکال پیدا ہوتے ہیں جن کو خود صمدانی صاحب نے ذکر کیا ہے اور پھر اِن کا جواب دیا ہے لیکن اِن کے جواب ناکافی ہیں اور دیے گئے نظام پر اعتراض باقی رہتے ہیں۔ اِن کے جواب نقل کرنے کے بعد ہم اُن پر اپنا تبصرہ بھی دیں گے۔ (جاری ہے)

۞ ۞ ۞

﴿ انتقال پر ملال ﴾

گزشتہ ماہ ایبٹ آباد میں محترم ظہور احمد صاحب چغتائی اور مولانا زبیر صاحب کے تایا صاحب کینسر کے سبب وفات پا گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل نصیب ہو۔

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں مرحوم کے لیے اِیصالِ ثواب کرایا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

گلدستۂ اَحادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

چار قسم کے جانوروں کی قربانی نہیں کرنی چاہیے :

عَنِ الْبُرَآءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ سُئِلَ مَاذَا یُتَّقٰی مِنَ الضَّحَایَا فَاَشَارَ بِیَدِہٖ فَقَالَ اَرْبَعًا اَلْعَرْجَاءَ الْبَیِّنُ ظَلْعُھَا وَالْعَوْرَاءَ الْبَیِّنُ عَوَرُھَا وَالْمَرِیْضَۃَ الْبَیِّنُ مَرَضُھَا وَالْعَجْفَآءَ الَّتِیْ لَا تُنْقِیْ .

(مؤطا امام مالک، مسند احمد، ترمذی بحوالہ مشکٰوۃ ص ۱۲۸)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون کون سے جانوروں کی قربانی سے بچا جائے؟ (یعنی اُن کی قربانی نہ کی جائے) آپ ﷺ نے اپنے دستِ اقدس سے اِشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ چار (قسم کے جانوروں کی قربانی نہیں کرنی چاہیے): (1) ایسا لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن بالکل ظاہر ہو (یعنی جو چل کر قربانی کی جگہ تک بھی نہ جا سکے)، (2) ایسا کانا جانور جس کا کانا پن بالکل ظاہر ہو (یعنی جسے ایک آنکھ سے بالکل دکھائی نہ دیتا ہو)، (3) ایسا بیمار جانور جس کی بیماری بالکل ظاہر ہو (جو کھانے پینے کے قابل بھی نہ رہا ہو)، (4) ایسا لاغر دُبلا پتلا جانور جس کی ہڈیوں میں گودا نہ رہا ہو۔

ایسی چار چیزیں جن کا ملنا دُنیا و آخرت کی بھلائی کا ملنا ہے :

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَرْبَعٌ مَّنْ اُعْطِیَھُنَّ فَقَدْ اُعْطِیَ خَیْرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ قَلْبٌ شَاکِرٌ وَلِسَانٌ ذَاکِرٌ وَبَدَنٌ عَلَی الْبَلَاءِ صَابِرٌ وَزَوْجَۃٌ لَّاتَبْغِیْہِ فِیْ نَفْسِھَا وَلَا مَالِہٖ .

(شعب الایمان للبیھقی بحوالہ مشکوۃ ص ۲۸۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا چار چیزیں ایسی ہیں کہ (اگر) وہ کسی کو مل جائیں تو اُسے دُنیا و آخرت کی بھلائی مل جائے:

اوّل (حق تعالیٰ کی نعمتوں پر اُس کا) شکر اَدا کرنے والا دِل، دوم (رنج و راحت ہر حال میں) اللہ کو یاد کرنے والی اور اُس کا ذکر کرنے والی زبان، سوم بلاؤں اور مصیبتوں پر صبر کرنے والا جسم، چہارم ایسی بیوی جو اپنی ذات اور شوہر کے مال میں خیانت نہ کرے۔

ایسی چار طرح کی عورتیں کہ اُن کے اور اُن کے شوہروں کے درمیان لِعان نہیں ہوتا :

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَرْبَعٌ مِّنَ النِّسَآءِ لَامُلَاعَنَةَ بَيْنَهُنَّ اَلنَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الْمُسْلِمِ وَالْيَهُوْدِيَّةُ تَحْتَ الْمُسْلِمِ وَالْحُرَّةُ تَحْتَ الْمَمْلُوْكِ وَالْمَمْلُوْكَةُ تَحْتَ الْحُرِّ .

(ابن ماجه بحواله مشكوة شريف ص ۲۸۸)

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے اور شعیب (اپنے والد محمد کے واسطے سے) اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : چار طرح کی عورتیں ایسی ہیں کہ اُن کے اور اُن کے شوہروں کے درمیان لعان نہیں ہوتا: ایک وہ عیسائی عورت جو کسی مسلمان کی بیوی ہو، دُوسری وہ یہودی عورت جو کسی مسلمان کی بیوی ہو، تیسری وہ آزاد عورت جو کسی غلام کے نکاح میں ہو۔ چوتھی وہ باندی جو کسی آزاد مرد کے نکاح میں ہو۔

ف : حدیثِ پاک میں جو بات بیان کی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی عیسائی یا یہودی عورت کسی مسلمان کے نکاح میں ہو اور اُس کا خاوند اُس پر زنا کی تہمت لگائے اور وہ اُس کی تردید کرے تو اِس صورت میں اِن دونوں کے درمیان لعان نہیں کرایا جائے گا۔ اِسی طرح اگر کوئی آزاد عورت کسی غلام کے نکاح میں ہو یا کوئی باندی کسی آزاد کے نکاح میں ہو تو اِن کے درمیان بھی لعان نہیں کرایا جائے گا۔ وجہ یہ ہے کہ لعان درحقیقت ایک قسم کی شہادت اور گواہی ہے اِس لیے لعان کی صورت میں مرد و عورت (میاں بیوی) دونوں کا اہل ِشہادت میں سے ہونا ضروری ہے یعنی ایسے افراد میں سے ہونا ضروری ہے جن کی شہادت و گواہی شرعًا معتبر ہوتی ہے جبکہ کافر اور غلام و باندی اہل شہادت میں سے نہیں ہیں کیونکہ اہل شہادت ہونے کے لیے مسلمان ہونا اور آزاد ہونا شرط ہے۔

رمضان المبارک کی عظیم الشان فضیلتیں اور برکتیں

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب ﴾

آنحضرت ﷺ کا رمضان المبارک سے متعلق اہم خطبہ :

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شعبان کے مہینہ کی آخری تاریخ کو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک خطبہ دیا۔ اِس میں آپ نے فرمایا ''اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے اِس مبارک مہینے میں ایک رات (شبِ قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اِس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور اِس کی راتوں میں بارگاہِ خداوندی میں کھڑے ہونے (یعنی تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اِس مہینے میں اللہ کی رضا اور اُس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو اُس کو دُوسرے زمانے کے فرضوں کے برابر اُس کا ثواب ملے گا اور اِس مہینے میں فرض ادا کرنے کا ثواب دُوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے جس نے اِس مہینے میں کسی روزہ دار کو (اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لیے) افطار کرایا تو یہ اُس کے لیے گناہوں کی مغفرت اور دوزخ کی آگ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اُس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا بغیر اِس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ ''یارسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا تو (کیا غریب لوگ اِس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے؟)'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اُس شخص کو بھی دے گا جو ایک کھجور یا دُودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرادے۔

(اِس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا) اِس مبارک مہینہ کا پہلا حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ دوزخ کی آگ سے آزادی ہے۔ (اِس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا) اور جو آدمی اِس مہینے میں اپنے غلام و خادم کے کام میں ہلکا پن اور کمی کردے گا اللہ تعالیٰ اُس کی مغفرت فرمادے گا اور اُس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے گا۔ اور اِس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت رکھا کرو جن میں سے دو چیزیں ایسی ہیں کہ تم اِن کے ذریعہ سے اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو، اور دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تم کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے، اور دُوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کا سوال کرو اور دوزخ سے پناہ مانگو۔ اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پانی سے سیراب کرے اُس کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) میرے حوضِ (کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اُس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔ (ابن خزیمہ، بیہقی، ترغیب وترہیب)

فائدہ : نبی کریم ﷺ کا اِتنا اہتمام کہ شعبان کی آخری تاریخ میں خاص طور سے اِس کا وعظ فرمایا اور لوگوں کو تنبیہ فرمائی تاکہ رمضان المبارک کا ایک لمحہ بھی غفلت میں نہ گزر جائے، پھر اِس وعظ میں تمام مہینے کی فضیلت بیان فرمانے کے بعد چند اہم چیزوں کی طرف خاص طور پر متوجہ فرمایا، سب سے پہلے ''شبِ قدر'' کہ وہ حقیقت میں بہت اہم رات ہے، اِس کے بعد اِرشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس کے روزہ کو فرض کیا اور اِس کے قیام یعنی تراویح کو سنت کیا۔

☆ اِس خطبہ میں فرمایا کہ اِس مبارک مہینہ میں جو شخص کسی قسم کی نفلی عبادت کرے گا اُس کا ثواب دُوسرے زمانہ کی فرض نیکی کے برابر ملے گا اور فرض نیکی کرنے والے کو دُوسرے زمانہ کے ستر فرض ادا کرنے کا ثواب ملے گا، یوں سمجھ لو کہ ''شب قدر'' کی خصوصیت تو رمضان المبارک کی ایک مخصوص رات کی خصوصیت ہے لیکن نیکی کا ثواب ستر گنا ملنا یہ رمضان المبارک کے ہر دن اور ہر رات کی برکت اور فضیلت ہے۔

☆ اِس خطبہ میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''یہ صبر اور غمخواری کا مہینہ ہے'' اور یہ بھی فرمایا کہ ''جو آدمی اِس مہینے میں اپنے غلام و خادم کے کام میں ہلکا پن اور کمی کردے گا اللہ تعالیٰ اُس کی مغفرت

فرمادے گا اور اُس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے گا''۔ دینی زبان میں صبر کے اصل معنی ہیں اللہ کی رضا کے لیے اپنے نفس کی خواہشوں کو دبانا اور تلخیوں اور ناگواریوں کو جھیلنا۔ ظاہر ہے کہ روزے کا اوّل و آخر ایسا ہی ہے نیز روزہ رکھ کر ہر روزدار کو تجربہ ہوتا ہے کہ فاقہ کیسی تکلیف کی چیز ہے اِس سے اُس کے اندر غربا اور مساکین کی ہمدردی اور غمخواری کا جذبہ پیدا ہونا چاہیے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا تھا تو نبی علیہ السلام قیدیوں کو رہائی دے دیتے تھے اور ضرورت مند سائل کو محروم نہیں کیا کرتے تھے (بیہقی فی شعب الایمان) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان المبارک میں جب جبرئیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے تو آپ بہت زیادہ سخی اور فیاض ہوتے تھے اور جبرئیل امین علیہ السلام آپ سے رمضان کی ہر رات میں ملاقات کرتے تھے اور وہ حضور ﷺ سے قرآن پاک کا دَور کرتے تھے، یقیناً رسول اللہ ﷺ سے جب جبرئیل امین علیہ السلام ملاقات کرتے تھے تو آپ ﷺ بھلائی اور خیر کے کاموں میں تیز ہوا سے بھی زیادہ فیاضی وسخاوت فرماتے تھے (بخاری، مسلم، نسائی)۔

لہٰذا اپنے محلے میں، دوستوں اور عزیز و اَقارب میں جو بیمار نادار اور غریب ہوں اپنی وسعت کے مطابق اُن کی مدد کرنی چاہیے۔ بعض روزہ دار روزہ کی حالت میں بڑی بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں، ذرا ذرا سی بات پر بیوی سے لڑنا، بچوں کو پیٹنا، ملازمین کو ڈانٹنا غرضیکہ اُن کا روزہ رکھنا دُوسروں کے لیے ایک آفتِ ناگہانی بن جاتا ہے، یہ بڑی معیوب بات ہے ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ بعض لوگ لڑتے جھگڑتے تو نہیں لیکن گرمی اور بھوک و پیاس ہی کا گلہ شکوہ کرتے رہتے ہیں، جب اُن سے ملواُن کے پاس یہی قصہ ملتا ہے اور بعض لوگ کچھ زیادہ ہی ہائے ہوئی کرتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں، یہ سب بے صبری کی باتیں ہیں، صبر کا مہینہ بتلانے کا منشاء یہی ہے کہ حتی الامکان صبر وضبط سے کام لیا جائے۔

☆ اِس خطبہ میں یہ بھی فرمایا کہ ''اِس بابرکت مہینے میں ایمان والوں کے رزقِ حلال میں اضافہ کیا جاتا ہے، اِس کا تجربہ تو ہر ایمان والے روزہ دار کو ہوتا ہے کہ رمضان المبارک میں جتنا اچھا اور جتنی فراغت سے کھانے پینے کو ملتا ہے باقی گیارہ مہینوں میں اِتنا نصیب نہیں ہوتا، یہ سب اللہ ہی کے حکم اور فیصلے سے آتا ہے بعض لوگ خوب حرام کما کر اِس کو رمضان کی برکت سمجھتے ہیں، یہ سراسر جہالت ہے۔ بعض روایات میں اِس مہینہ میں نان ونفقہ میں وسعت وفراخی کرنے کا حکم آیا ہے چنانچہ ایک روایت میں ہے جَآءَ کُمْ شَهْرُ

رَمَضَانَ الْمُبَارَكُ فَقَدِّمُوْا فِيْهِ النِّيَةَ وَوَسِّعُوْا فِيْهِ النَّفْقَةَ (کنزالعمال ج۸ ص۴۶۶)

رمضان کا مبارک مہینہ آچکا ہے (تم اِس کے لیے نیت پہلے ہی سے دُرست کرلو اور اِس مہینہ میں (اپنے اوراپنے اہل وعیال کے جائز اخراجات اور) نان ونفقہ میں فراخی کرو۔ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں : اِنْبَسِطُوْا فِي النَّفْقَةِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَإِنَّ النَّفْقَةَ فِيْهِ كَالنَّفْقَةِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (جامع صغیر للسیوطی) رمضان کے مہینے میں نان ونفقہ کے متعلق وسعت سے کام لو اِس لیے کہ اِس میں جائز نان ونفقہ وخرچہ ایسا ہے جیسا کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا۔

☆ اِس خطبہ میں یہ بھی فرمایا کہ روزہ افطار کرانا گناہوں کی مغفرت اور دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہے نیز روزہ کھلوانے سے جس کا روزہ کھلوایا ہے اُس کے روزہ کے برابر روزہ کھلوانے والے کو ثواب ملتا ہے اور پیٹ بھر کر کھانا کھلانا حوضِ کوثر سے جامِ کوثر نصیب ہونے اور جنت ملنے کا ذریعہ ہے۔

☆ اِس خطبہ میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ''رمضان المبارک کا اِبتدائی حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم سے آزادی کا وقت ہے''۔بعض دُوسری روایات میں بھی یہ مضمون مختلف الفاظ کے ساتھ آیا ہے،ایک روایت میں ہے : اَوَّلُ شَهْرِ رَمَضَانَ رَحْمَةٌ وَوَسْطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ. (کنز العمال ج۸ ص۴۶۳) ''رمضان کا اوّل حصہ رحمت ہے اور اُس کا درمیانی حصہ مغفرت ہے اور اُس کا آخری حصہ دوزخ سے آزادی ہے''۔

اس کی راجح اور دل کو لگنے والی تشریح یہ ہے کہ رمضان شریف کی برکتوں سے فائدہ اُٹھانے والے بندے تین طرح کے ہوسکتے ہیں۔ایک وہ متقی پرہیز گار لوگ جو ہمیشہ گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرتے ہیں اور جب کبھی اِن سے کوئی خطا اور لغزش ہو جاتی ہے تو اُسی وقت توبہ و اِستغفار سے اُس کی صفائی اور تلافی کرلیتے ہیں تو ایسے خاصانِ خدا پر تو شروع مہینے ہی سے بلکہ اِس کی پہلی رات ہی سے اللہ کی رحمتوں کی بارش ہونے لگتی ہے اور وہ مورِدِ رحمت بن جاتے ہیں۔دُوسرے وہ لوگ جو ایسے متقی اور پرہیز گار تو نہیں ہیں لیکن اِس لحاظ سے بالکل گئے گزرے بھی نہیں ہیں تو ایسے لوگ جب رمضان کے اِبتدائی حصے میں روزوں اور دُوسرے اعمال خیر اور توبہ و اِستغفار کے ذریعے اپنے حال کو بہتر اور اپنے کو رحمت و مغفرت کے لائق بنا لیتے ہیں تو درمیانی حصہ میں اِن کی بھی مغفرت اور معافی کا فیصلہ سنا دیا جاتا ہے۔تیسرے وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسوں پر

بہت ظلم کر چکے ہیں اور اُن کا حال بڑا اَبتر رہا ہے اور اپنی بداعمالیوں سے گویا وہ دوزخ کے پورے پورے مستحق ہو چکے ہیں، وہ بھی جب رمضان کے پہلے اور درمیانی حصے میں عام مسلمانوں کے ساتھ روزے رکھ کر اور توبہ واِستغفار کر کے اپنی سیہ کاریوں کی کچھ صفائی اور تلافی کر لیتے ہیں تو اَخیر عشرہ میں جو دریائے رحمت کے جوش کا عشرہ ہے اللہ تعالیٰ دوزخ سے اِن کی بھی نجات اور رہائی کا فیصلہ فرما دیتے ہیں۔

اِس تشریح کی بناء پر رمضان المبارک کا ابتدائی حصہ ''رحمت'' درمیانی حصہ ''مغفرت'' اور آخری حصہ میں ''جہنم سے آزادی'' کا تعلق ترتیب وار اُمتِ مسلمہ کے اِن مذکورہ بالا تین طبقوں سے ہوگا۔ اس ماہ کا ہر عشرہ خاص اہمیت کا حامل ہے چنانچہ پہلا عشرہ سراسر رحمت ہے، دُوسرا عشرہ دن ورات مغفرت کا عشرہ ہے اور آخری عشرہ دوزخ سے آزادی کے لیے ہے، اِس لیے اِس ماہ کی دل وجان سے قدر کریں اور مذکورہ تمام فضائل حاصل کرنے کی فکر کریں ورنہ گیا وقت ہاتھ نہیں آتا، جو کچھ حاصل کرنا ہے جلدی کر لیں ورنہ آخرت میں پچھتانے سے کچھ نہ ہوگا۔

☆ رسول کریم ﷺ نے اِس خطبہ میں رمضان المبارک میں چار کاموں کے کرنے کی بڑی اہمیت کے ساتھ تاکید فرمائی ہے جو مبارک مہینہ کے دستور العمل کی حیثیت رکھتے ہیں، اِس لیے اِن کا اہتمام بہت ضروری اور لازمی ہے، وہ چار کام یہ ہیں :

(۱) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا وِرد رکھنا

(۲) اللہ تعالیٰ سے اپنی مغفرت مانگتے رہنا

(۳) جنت کا سوال کرنا

(۴) دوزخ سے پناہ مانگنا

پہلی چیز یعنی ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا وِرد'' یہ بہت ہی مبارک کلمہ ہے۔ ایک حدیث میں اِس کو تمام اَذکار سے افضل بتلایا گیا ہے اور دُوسری احادیث میں اِس کے اور بھی بڑے بڑے فضائل آئے ہیں۔ اِس کی فضیلت سمجھنے کے لیے اِتنا کافی ہے کہ نوے (۹۰) برس کا کافر ومشرک بھی اگر سچے دل سے ایک بار یہ کلمہ پڑھ لے تو وہ اُسی لمحہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے والا بچہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے، یہ خدائے پاک کی بڑی رحمت ہے جو اُس نے اپنے بندوں پر بہت ہی عام فرما رکھی ہے

اور اِس کے پڑھنے کی عام اجازت دے رکھی ہے۔ جب کافر ومشرک تمام گناہوں سے پاک ہوسکتا ہے تو مومن کو کیوں نفع نہ ہوگا ؟ ضرور ہوگا اور بے اِنتہا ہوگا۔ایک حدیث میں اُمتیوں کو اِس کلمے کے ذریعے بار بار تجدیدِ ایمان کرتے رہنے کی تلقین کی گئی ہے اِس لیے چلتے پھرتے ، اُٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے کثرت سے اِس کا ورد رکھیں ۔ایک روایت میں ہے : '' ذَاکِرُاللّٰہِ فِیْ رَمَضَانَ مَغْفُوْرٌ لَّہٗ وَسَائِلُ اللّٰہِ فِیْہِ لَا یَخِیْبُ '' (بیھقی، کنز العمال ج۸ ص ۴۶۴) ''رمضان کے مہینہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کی مغفرت کی جاتی ہے اور اللہ سے سوال کرنے والا محروم نہیں ہوتا۔'' حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ رمضان کے مہینے میں ایک تسبیح رمضان کے علاوہ ہزار تسبیح سے افضل ہے۔ (ترمذی)

دُوسری چیز'' اللہ تعالیٰ سے اپنی مغفرت مانگنا'' ہے۔حضرات انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کونسا بندہ ایسا ہے جس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا اِرشاد ہے :'' کُلُّکُمْ خَطَّاؤُوْنَ وَ خَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ اَلتَّوَّابُوْن ''(ترمذی، ابن ماجہ) یعنی تم سب خطا وار ہو اور اچھے خطا وار وہ ہیں جو توبہ و اِستغفار کرتے ہیں۔اس لیے توبہ واِستغفار کا معمول رکھا جائے ،آسان استغفار یہ ہے اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ میں اللہ جل شانہٗ سے جو میرا پرودگار ہے ہر ہر گناہ سے معافی مانگتا ہوں اور اُس کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔اور صرف اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ ، اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ پڑھنا بھی اِستغفار ہے اور کافی ہے۔

تیسری چیز'' جنت کا سوال'' اور چوتھی چیز'' دوزخ سے پناہ'' ہے۔ اِن دونوں باتوں کے بارے میں رحمتِ عالم ﷺ نے جو فرمایا وہ بالکل بجا ہے، واقعتاً یہ دونوں ایسی اہم ترین چیزیں ہیں کہ اِن کو مانگے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں ہے اور کوئی شخص اِن سے بے نیاز نہیں، جب دُنیا کی گرمی سردی کی سہار نہیں تو دوزخ کیسے برداشت ہوگی اور جنت میں جائے بغیر کیسے سکون ملے گا ؟ اِس لیے موقع بموقع دل کی گہرائی سے جنت کا سوال کریں اور دوزخ سے پناہ مانگیں ۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور دوزخ کے عذاب سے بچائے۔آمین۔

صدر جمعیت علمائے ہند
حضرت مولانا سید محمد اَرشد صاحب مدنی دامت برکاتہم
کے چار روزہ دورۂ پاکستان کی رپورٹ

﴿ بقلم : جناب حافظ تنویر احمد صاحب شریفی، کراچی ﴾

پہلے روز کی مصروفیات : (9 /جولائی بروز بدھ)

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ کے صاحبزادے اور مسندِ حدیث کے جانشین فدائے ملت اَمیر الہند حضرت مولانا سید اَسعد مدنی قدس سرہٗ کی فکر و مشن کے اَمین، دارُالعلوم دیوبند کے اُستاذ الحدیث اور سابق ناظمِ تعلیمات سیدی و مرشدی حضرت اَقدس مولانا سید محمد اَرشد مدنی اطال اللہ عمرہ پاکستان کے چار روزہ دورے کے پہلے مرحلے میں 9 /جولائی ۲۰۰۸ء بروز بدھ شام ساڑھے چار بجے کراچی پہنچے۔ کراچی کے ہوائی میدان پر مجلس یادگارِ شیخ الاسلام پاکستان، عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت، جامعہ علوم الاسلامیہ، مفتی محمودؒ اکیڈمی اور جمعیت علمائے اِسلام کے وفود کے علاوہ حضرت شیخ الاسلامؒ اور حضرت فدائے ملتؒ کے متوسلین نے حضرت مدنی مدظلہم کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔

حضرت مولانا مدظلہم سے فون پر بات ہوئی تھی تو فرمایا تھا کہ کراچی کے ہوائی میدان سے پہلے (مقصدِ سفر کراچی) حضرت مولانا سید اَصلح الحسینی مدظلہم، حضرت مولانا قاری شریف احمد مدظلہم (بانی صدر مجلس یادگارِ شیخ الاسلامؒ پاکستان اور ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری سے ملاقات کے لیے جاؤں گا اور اُس کے بعد دُوسرے پروگرام ہوں گے۔ حضرت مدظلہم نے راقم الحروف سے یہ بات بھی فرمائی تھی کہ یہ حضرات بوڑھے اور آنے جانے سے معذور ہیں اِس لیے میرا فرض بنتا ہے کہ اِن سے ملاقات کے لیے جاؤں لیکن کراچی کے ہوائی میدان پر جمعیت علماء اِسلام اور مدارس کے طلباء کے نعروں کی جھنجھلک میں حضرت نے فرمایا کہ پہلے بنوری ٹاؤن چلیں گے، اُس کے بعد ملاقاتوں کے پروگرام پر۔ اِس لیے ہوائی میدان سے یہ قافلہ جامعہ علوم الاسلامیہ علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ ٹاؤن روانہ ہوا جہاں رئیس الجامعہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہٗ نے اِستقبال کیا۔

بعد اَزاں مرتب شدہ پروگرام کے مطابق پہلے حضرت مولانا اَصلح الحسینی صاحب کے ہاں جانے کے

لیے گلشن اِقبال روانہ ہوئے جہاں حضرت مولانا حسینی مدظلہم سے حضرت مدنی مدظلہم نے ملاقات کی۔ دارالعلوم دیوبند کے حالات اور تعلیمی سلسلے میں دونوں بزرگوں نے بات چیت کی، پندرہ منٹ کی مجلس کے بعد جب حضرت مدنی مدظلہم نے اِجازت چاہی تو مولانا حسینی نے باوجود ضعف ونقاہت کے ساتھ چلنے پر اِصرار کیا اور حضرت مدنی مدظلہم کے منع کرنے کے باوجود محبت وتعلق خانوادۂ مدنی میں حضرت کے ساتھ چلے۔ پہلے قریبی مسجد کے قرب میں عصر کی نماز مولانا عبدالرؤف صاحب غزنوی کی اِمامت میں پڑھی اور وہاں سے ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری کی قیام گاہ روانہ ہوئے، پونے سات بجے ڈاکٹر صاحب کے یہاں پہنچے۔

حضرت مدظلہم نے ڈاکٹر ابوسلمان صاحب شاہجہان پوری سے خیریت معلوم کی اور بیس منٹ کی اِس مجلس میں حضرت شیخ الاسلامؒ کی سیاسی ڈائری پر تبادلۂ خیال ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت فدائے ملت سیدی ومرشدی مولانا سید اَسعد مدنیؒ کی خواہش اور حضرت سیّدی مولانا سید اَرشد مدنی مدظلہٗ کی رہنمائی میں سیاسی ڈائری مرتب کی ہے۔ حضرت مرشد مدظلہم نے فرمایا: ''حضرت بھائی صاحب (مولانا سید اَسعد مدنیؒ) آپ (ڈاکٹر صاحب) کی اور آپ کے کام کی بڑی تعریف فرماتے تھے۔ سیاسی ڈائری کے سلسلے میں فرماتے تھے کہ یہ کام ہندوپاک میں اگر کوئی کرسکتا ہے تو صرف ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری کر سکتے ہیں۔ اسی لیے یہ ڈائری آپ کے سپرد کی گئی تھی۔ یہ اِتنا بڑا کام ہوگیا کہ ہم اِس کا تصور نہیں کر سکتے تھے۔''

ڈاکٹر صاحب نے اپنی وہ تالیفات جو حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن محدث دیوبندی، حضرت شیخ الاسلام مفتی اعظم حضرت مولانا محمد کفایت اللہ دہلوی، مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی اور سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلوی رحمہم اللہ پر ''ایک سیاسی مطالعہ'' کے حوالے سے ہیں، حضرت مدظلہم کو پیش کیں تو حضرت نے فرمایا اچھا یہ اِتنا اہم کام بھی آپ نے کیا ہے؟ ڈاکٹر صاحب کے یہاں سے جب روانہ ہوئے تو سات بجکر دس منٹ ہو رہے تھے جب سات بجکر چالیس منٹ پر مسجد سٹی اسٹیشن پہنچے تو حافظ فہیم الدین صاحب پراچہ، حافظ فرید احمد صاحب شریفی، جناب آفتاب حسین صاحب اور دیگر حضرات نے حضرت مدنی مدظلہم کا اِستقبال کیا۔ حضرت نے پہلا سوال فرمایا : کیا جماعت ہوگئی؟ میں نے عرض کیا حضرت ! آپ کا اِنتظار ہے فوراً ہی صفیں دُرست ہوگئیں اور مولانا عبدالرؤف صاحب غزنوی کی امامت میں مغرب کی نماز اَدا کی گئی۔ نماز مغرب پڑھتے ہی حضرت مدنی مدظلہم حضرت قاری شریف احمد صاحب مدظلہم سے ملاقات کے لیے

اُن کے کمرے میں تشریف لے گئے۔ حضرت قاری صاحب مدظلہم نے آپ کے مزاج کے مطابق مختصر عشائیہ دیا۔ اِس موقع پر حضرت مدنی مدظلہم سے حضرت مولانا تنویر الحق صاحب تھانوی، مولانا شفیق احمد خان صاحب بستوی، حضرت مولانا حسن الرحمٰن عبداللہ صاحب اور دیگر علمائے کرام نے ملاقات کی۔ اِس کے بعد جامع مسجد سٹی اسٹیشن ہی میں مدرسہ تعلیم القرآن شریفیہ کی چالیسویں تقریب تکمیل حفظ قرآن میں طالب علم کا ختم کرا کے آدھے گھنٹے بیان فرمایا۔

''سفرِ کراچی کے مقاصد میں سے حضرت قاری صاحب زید مجدہم سے ملاقات اور زیارت شامل تھی، اللہ کا شکر ہے کہ وہ مقصد بھی پورا ہوگیا اور آپ کے ساتھ ملاقات اور باتیں (بیان) بھی ہوگئیں۔ اللہ تعالیٰ کا اِنعام ہے کہ حضرت قاری صاحب کی پوری زندگی تعلیم قرآن میں گزر گئی۔ اللہ تعالیٰ بقیہ زندگی بھی عافیت اور سلامتی کے ساتھ اپنے مقاصدِ حسنہ میں گزار دے۔ اِس گئے گزرے دور میں جہاں مسلمانوں اور اِسلام کے خلاف دُشمنوں نے پروپیگنڈا کیا ہے کہ یہ دہشت گرد ہیں، قرآن مجید کے حافظ بھی بڑھ رہے ہیں، پہلے اِتنے حافظ کہاں ہوتے تھے۔ بلادِ عرب میں چلے جائیے، ہندوستان پاکستان میں حفاظ کی تعداد بحمداللہ بہت زیادہ ہوگئی۔ اِس گئے گزرے دور میں اِس بچے نے قرآن مجید کو اپنے سینے میں محفوظ کیا ہے۔ ضرورت اِس کی ہے کہ اپنی اولاد کو حافظ قرآن کے ساتھ عالم دِین بھی بنائیے تاکہ قرآن کریم کے حروف کی ادائیگی کی حفاظت کے ساتھ اُس کے علوم کی بھی حفاظت میں ہماری سعادت لکھی جائے۔''

حضرت مدنی مدظلہم کا بیان نو بجکر پانچ منٹ پر ختم ہوا۔ عشاء کے بعد عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت میں تربیتی اِجتماع میں بھی حضرت کا خطاب تھا۔ دس منٹ کے قلیل وقت میں مسجدِ باب الرحمت شاہ احمد نورانی چورنگی پہنچ گئے اور جماعت میں شریک ہوگئے اِس کے بعد حضرت مدنی مدظلہم کو خطاب کی دعوت دی گئی تو جانشینِ شیخ الاسلام کا لاحقہ مرشد مدنی کے نام کے ساتھ لگایا گیا۔ حضرت نے اپنے بیان کے شروع میں اِس پر روشنی ڈالی اور سخت تردید فرمائی کہ یہ اِتنا بڑا جملہ ہے کہ اِس کی لاج رکھنا، اِس پر پورا اُترنا نہایت ضروری ہے اِس لیے اِس میں مبالغہ جائز نہیں۔

حضرت مدنی مدظلہم نے ختمِ نبوت کی تحریک کا پس منظر بیان فرمایا کہ ہندوستان سے ہی یہ فتنہ اُٹھا تھا اور پھر پاکستان پہنچ گیا۔ آپ کے یہاں جب اِنہیں غیر مسلم قرار دیا گیا تو ایک عرصے کے بعد یہ فتنہ پھر

ہندوستان کی طرف چلا گیا۔فدائے ملت حضرت سید اَسعد صاحب مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِس فتنے کی سرکوبی کے لیے تن من دھن سے اپنے آپ کو وقف کیا اور مجلسِ شوریٰ دارالعلوم دیو بند میں اِس کی اہمیت کو اُجاگر کیا، اِس کے بعد حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹیؒ کو دیو بند بُلا کر اِس کا کورس کرایا گیا اور اُس کے بعد سے ختمِ نبوت کا پرچار اور قادیانیوں کا محاسبہ زور شور سے جاری ہے۔

تقریباً پون گھنٹے حضرت کا خطاب ہوا۔اُس کے بعد جامعہ علوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن تشریف لے گئے جہاں موقوف علیہ کے طلباء کے شدید اِصرار پر ختمِ مشکوٰۃ کرایا جو پہلے پروگرام میں شامل نہیں تھا۔اُس کے بعد مدرسہ کی طرف سے پُر تکلف عشائیہ تھا۔

دُوسرے روز کی مصروفیات : (10/جولائی بروز جمعرات)

حضرت مدنی مدظلہم فجر کے بعد صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم سے ملاقات کے لیے جامعہ فاروقیہ تشریف لے گئے۔مولانا نے حضرت مدنی مدظلہم کے لیے پر تکلف ناشتے کی دعوت رکھی تھی۔اُس کے بعد تقریباً دس بجے جامعہ علوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں تقریب ختمِ بخاری شریف ہوئی۔جامعہ کے اُستاذ الحدیث مولانا عبدالرؤف صاحب غزنوی (سابق امام واُستاذ دارالعلوم دیو بند) نے خانوادۂ مدنی کا تعارف کرایا۔جب مرشد مدنی کے تعارف پر پہنچے تو حضرت نے منع فرما دیا اور بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھی گئی۔حضرت مدظلہم نے تفصیل کے ساتھ اَعمال کے وزن اور تول پر بیان فرمایا۔آخر میں حدیث کی اِجازت اپنی خصوصی طبعیت اور مزاج بلکہ اَکابرِ علمائے دیو بند کے طریق پر دی اور فرمایا :

> ''حدیث کی اِجازت صرف اُن کے لیے ہے جو اپنا مسلک ومشرب ہمارے اَکابر کے طریقے پر رکھتے ہیں۔ہمارے آقا جنابِ رسول اللہ ﷺ کی حیات کے قائل ہیں۔اگر کوئی منکر ہے یا اَب تو حیات کا قائل ہے مگر بعد میں منکر ہو جاتا ہے تو اُس کی اِجازت بعد میں منسوخ ہو جائے گی۔ہم جب تک اپنے اَکابر کے طریقے پر رہیں گے کامیاب رہیں گے۔جب اُن کے طریق سے ہٹ جائیں گے تو ناکام ونامراد ہو جائیں گے۔اللہ تعالیٰ شرورفتن سے محفوظ رکھے،آمین۔''

دوپہر ڈیڑھ بجے حضرت کی کوئٹہ روانگی ہوئی۔کوئٹہ میں حضرت مولانا عرض محمد رحمہ اللہ (مہتمم جامعہ مطلع العلوم) کے صاحبزادے جناب حافظ حسین احمد صاحب نے وحدتِ اِسلامی اور تحفظِ مدارس کانفرنس رکھی تھی۔مرشد مدنی مدظلہم اُس کے مہمانِ خصوصی تھے۔حضرت کی معیت میں مولانا امداداللہ (ناظم جامعہ علوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن) مفتی سید محمد مظہر اَسعدی، مولانا عزیزالرحمٰن رحمانی، مولانا سید اَخلد رشیدی المدنی مدظلہٗ (نواسۂ حضرت شیخ الاسلامؒ) مولانا اَسعد مظہر اَسعدی اور راقم الحروف کوئٹہ گئے۔

کراچی کے ہوائی میدان پر حضرت مدظلہم نے اِرشاد فرمایا کہ سیاسی ڈائری ہندوستان جانا محال ہے، اِس پر خرچہ اِتنا آجائے گا کہ قاری کے لیے بار ہو جائے گا۔کام یہ اِتنا بڑا ہوا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ہندوستان میں بھی کوئی نہیں کر سکتا تھا۔حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ہمارے یہاں مؤرخ کوئی نہیں۔یہاں ڈاکٹر صاحب نے محنت کی، حضرت قاری صاحب نے لاکھوں روپیہ صرف کیا، یہ ہو گیا۔میں چاہتا ہوں کہ ہندوستان میں یہ چھاپ دی جائے، تمہارا کیا خیال ہے؟ میں نے عرض کیا حضرت! یہ آپ کی چیز ہے آپ کو اِختیار ہے بلکہ وہاں چھپے تو ہمارے لیے مزید خوشی کی بات ہے۔فرمایا: ایسے نہیں، حضرت قبلہ قاری صاحب سے اِجازت چاہیے۔

ظہر کی نماز لاؤنج میں پڑھی اور اُس کے بعد ایک بجے جہاز میں سوار ہو گئے۔اِس سفر میں حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب سکندر، حضرت مولانا محمد تقی صاحب عثمانی، حکیم محمد مظہر صاحب، جناب زرولی خان صاحب کو بھی ساتھ جانا تھا لیکن یہ حضرات نہ جا سکے، صرف حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم کوئٹہ تشریف لے گئے۔کوئٹہ کے ہوائی میدان پر حافظ حسین احمد صاحب نے اپنے رُفقاء کے ساتھ اِستقبال کیا کوئٹہ کے سٹی ناظم نے ظہرانے کا اہتمام کیا تھا اِس لیے ائیر پورٹ روڈ پر اُن کے مکان پر تشریف لے گئے۔ وہاں کی روایات کے مطابق پر تکلف دسترخوان لگا، مغرب تک وہیں قیام رہا۔حضرت مدظلہم نے مغرب کی نماز کی امامت قریبی مسجد میں فرمائی اور اُس کے بعد اَیوب اسٹیڈیم جلسے کے لیے روانہ ہوئے، بارش کی وجہ سے بجلی کا نظام درہم برہم تھا، اسٹیڈیم لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔اسٹیج پر ملک بھر کے جید علمائے کرام تشریف فرما تھے۔ بیانات ہوتے رہے، حضرت مرشد کا بیان پونے گیارہ بجے شروع ہوا۔بیان کیا تھا، ایک الہامی تقریر تھی، مجمع اور علمائے کرام رو رہے تھے۔حضرت مرشد مدظلہم نے فرمایا :

''اسپین، فرانس اور یورپ میں مسلمان کثرت کے ساتھ تھے لیکن وہ اپنی حیثیت کو برقرار نہ رکھ سکے۔ اِس لیے کہ اُنہوں نے مدارس قائم کر کے اپنی اُولادوں کو دین کی اِشاعت میں نہیں لگایا۔ یہ جو ہمارے خطے میں مدارِس کا جال نظر آتا ہے یہ ایک تحریک ہے۔ ہمارے اَکابر نے دارالعلوم دیوبند قائم کیا۔ کیوں؟ اِس لیے کہ دین اور اُس کے علوم کی اِشاعت پوری طرح ہو اور ہماری اُولاد اِس کی حفاظت میں لگ کر سعادتِ عظمیٰ حاصل کرے۔''

حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ مدارس کی حفاظت ہر ایک کی ذمہ داری ہے۔ مدارس اور علماء پر جو دہشت گردی کا الزام لگاتے ہیں وہ دینِ اسلام سے ناواقف ہیں۔ ہمارا دین ہمیں دہشت گردی نہیں امن، دُشمنی نہیں محبت سکھاتا ہے۔ حضرت مرشد مدظلہم نے ایک حدیث کی روشنی میں گناہوں سے معافی پر زور دیا اور فرمایا کہ جب تک حقوق اللہ اور حقوق العباد معاف اور اَدا نہیں ہوں گے کوئی شخص فلاح نہیں پاسکتا۔ آخرت کی کرنسی اَعمال ہوں گے۔

رات پونے بارہ بجے حضرت کا بیان مکمل ہوا۔ مطلع العلوم کے طلباء کی دستار بندی فرمائی۔ حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب کو بھی بیان کرنا تھا لیکن اُنہوں نے یہ کہہ کر اِنکار کر دیا کہ اِس تقریر کے بعد کسی تقریر کی ضرورت نہیں، آج تقریر کا حق اَدا ہوگیا۔ حضرت کی دُعا کے بعد کانفرنس اپنے اِختتام کو پہنچ گئی۔ جس جگہ حضرت کے قیام کا اِنتظام تھا وہاں پہنچ کر عشاء کی نماز پڑھی اور پر تکلف عشائیہ ہوا۔

تیسرے روز کی مصروفیات : (11 رجولائی بروزِ جمعہ)

فجر کی نماز کے بعد ایک گھنٹہ مزید آرام کیا۔ جمعیت علمائے اِسلام کے اَمیر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہٗ کا رات کو مولانا امداد اللہ صاحب کے پاس فون آیا تھا کہ مولانا مدنی سے ملاقات کرنی ہے۔ مولانا امداد اللہ صاحب نے فرمایا آپ آجائیں۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہٗ نے کہا کہ حضرت کو صبح ناشتے پر لائیں اگرچہ ناشتہ پہلے سے مولانا اشرف صاحب کے یہاں طے ہو چکا تھا لیکن حضرت مدنی مدظلہم نے آدھے گھنٹے کا وقت نکال لیا اور ملاقات کے لیے اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس تشریف لے گئے۔ اِس ملاقات کے بعد حضرت مدنی مدظلہم اپنے ہم سبق فاضل دیوبند مولانا محمد اَشرف صاحب کے مدرسہ جامعہ اِسلامیہ اشرفیہ امدادیہ تشریف

لے گئے، مدرسے کا معائنہ فرمایا اور ناشتہ کیا۔ یہاں دو واقعے حضرت نے سنائے، حظِ طبع کے لیے پیش ہیں :

(1) ایک مرتبہ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ حضرت شیخ الاسلامؒ سے ملاقات کے لیے دیوبند تشریف لائے۔ مولانا کے سر پر ولایتی ململ کا عمامہ تھا۔ حضرت مدنیؒ نے فرمایا: مولانا! ولایتی عمامہ آپ کے سر پر؟ ہم اِس کے خلاف مہم چلا رہے ہیں اور آپ سر پر ولایتی عمامہ باندھے ہوئے ہیں۔ مولانا نے جواب دیا: حضرت! حق، حق، حق، جب بہت دیر تک سنتے رہے۔ مولانا نے فرمایا کہ میرا ایک مرید لایا تھا، اُس کا دِل رکھنے کے لیے یہ عمامہ باندھ لیا۔ حضرت مدنیؒ نے فرمایا: اگر کوئی گھو کا ٹوکرا آپ کے سر پر رکھ دے آپ برداشت کرلیں گے؟ مولانا جواب اِسی طرح دیتے تھے : حضرت! حق، حق، حق۔

(2) حضرت مدنی مدظلہم مولانا اَشرف صاحب سے بے تکلف اور وہ حضرت سے۔ حضرت نے فوراً فرمایا کہ دسترخوان لاؤ۔ پندرہ منٹ ہوگئے دسترخوان نہیں آیا اور پانی تمام مہمانوں کو پیش کیا جارہا ہے۔ اِس پر ایک واقعہ اپنا سنایا کہ مدینہ منورہ میں میں اپنے چچا کے ساتھ ایک مرتبہ الشیخ عبداللہ ابن باز کے یہاں گیا۔ گاڑی جاکر رُکی۔ ملازم نے دروازہ کھول کر بیٹھک میں بٹھایا۔ تھوڑی دیر میں ایک تشلے میں پانی آیا چچا نے ایک گھونٹ پی کر میری طرف کردیا۔ میں نے بھی ایک گھونٹ پیا اور وہاں سے چل دیئے۔ میں نے پوچھا : چچا نہ آپ نے اُس سے کچھ کہا نہ اُس نے کہا، ملنے بن باز سے آئے تھے بغیر ملاقات واپس آگئے، کیا وجہ ہے؟ چچا نے فرمایا کہ یہاں کا طریقہ یہ ہے کہ صاحبِ خانہ گھر میں نہ ہو تو پانی پیش کیا جاتا ہے کہ اِسے پیو اور جاؤ، گھر میں کوئی نہیں ہے۔ یہاں دسترخوان نہیں لگتا، ہم بھی واپس چلے جائیں؟ ساری مجلس زعفران بن گئی۔ ناشتے کے بعد واپس قیام گاہ تشریف لائے اور کچھ آرام فرمانے کے بعد پونے ایک بجے جامعہ مطلع العلوم تشریف لے گئے۔ جمعہ کا بیان ناپ تول میں کمی کے وبال پر ہوا اور حضرت نے بتایا کہ سورۂ مطففین کی یہ آیات صرف ناپ تول میں کمی کا وبال بتانے کے لیے نہیں بلکہ ہر حق اَدا نہ کرنے کا یہی وبال ہے مثلاً شوہر بیوی کا حق اَدا نہ کرے، اَولاد ماں باپ کا حق اَدا نہ کریں تو مطِف ہیں۔

نماز کے بعد حافظ حسین احمد صاحب نے ظہرانہ دیا۔ اُس کے بعد حضرت مدظلہم نے مدنی ہال اور مفتی محمود آئی انسٹی ٹیوٹ کا سنگِ بنیاد رکھا اور وہاں سے ہوائی میدان کے لیے روانہ ہوگئے۔ ساڑھے پانچ بجے کراچی پہنچ گئے۔ نمازِ عصر ہوائی میدان کی جائے نماز میں اَدا کی اور حضرت مدنی مدظلہم ہمالان آئی آئی

چندریگر روڈ جمعیت علمائے اِسلام کراچی ڈویژن کے طرف سے اِستقبالیہ کے لیے روانہ ہو گئے۔

اِستقبالیہ کے بعد جامعہ علوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن تشریف لے گئے مغرب کے بعد حضرت مدنی مدظلہم کے دستِ حق پرست پر بیعت دارُالحدیث میں ہوئی۔ایک سو کے قریب علماء ومشائخ اور عوام حلقۂ اِرادت میں دَاخل ہوئے۔ اِس کے بعد حضرت مدنی سے حضرت مولانا شریف احمد صاحب مدظلہم اور حضرت مولانا سید اَصلح الحسینی مدظلہم نے ملاقات کی۔حضرت مدظلہم نے قاری شریف احمد صاحب مدظلہم سے فرمایا کہ آپ کے حسنات میں سیاسی ڈائری کی اِشاعت ایک اور اِضافہ ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔حضرت مدنی مدظلہم نے اِس کی انڈیا میں اِشاعت کی اِجازت بھی لی۔

عشاء کی نماز حضرت مدنی مدظلہم نے مسجدِ طوبیٰ میں پڑھی، بعد اَزاں مولانا عبدالرؤف صاحب غزنوی اور مولانا حافظ عبدالقیوم صاحب نعمانی کے ہاں تشریف لے گئے۔اِس کے بعد مولانا عزیز الرحمٰن صاحب رحمانی کے پرتکلف عشائیہ میں شرکت فرمائی۔

چوتھے روز کی مصروفیات : (12/جولائی بروز ہفتہ)

صبح پانچ بجکر بیس منٹ پر حضرت مدنی مدظلہم لاہور کے لیے روانہ ہو گئے۔لاہور کے ہوائی میدان پر جامعہ مدنیہ کے مہتمم مولانا سید رشید میاں صاحب، عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت اور جمعیت علمائے اِسلام کے وفود نے حضرت مدنی مدظلہم کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ہوائی میدان سے حضرت سید اَنور حسین صاحب نفیس رقم ؒ کے گھر آپ کی تعزیت کے لیے تشریف لے گئے۔اِس موقع پر حضرت شاہ صاحب ؒ کی آخری نظم (جو آپ نے گزشتہ سال حضرت مدنی مدظلہم کی آمد پر اِرشاد فرمائی تھی) آپ کی خدمت میں پیش کی گئی۔بعد اَزاں حضرت مدنی مدظلہم جامعہ مدنیہ تشریف لائے جہاں مولانا سید محمود میاں صاحب، مولانا سید مسعود میاں صاحب، مولانا نعیم الدین صاحب، مولانا محمد عابد صاحب حامدی اور دیگر حضرات سے ملاقات ہوئی۔گیارہ بجے جامعہ مدنیہ میں تقریب ختمِ بخاری شریف ہوئی، حضرت نے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھا کر تکمیل فرمائی اور مختصر بیان فرمایا۔اُس کے بعد حضرت مدظلہم جامعہ اَشرفیہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے ترمذی شریف کا آخری سبق پڑھا کر تکمیل فرمائی اور مختصر بیان فرمایا۔بعد اَزاں جامعہ اشرفیہ سے ڈھائی بجے دہلی کے لیے روانہ ہو گئے۔اللہ تعالیٰ نے خیر و عافیت کے ساتھ یہ دورہ مکمل کرایا۔اِس کی خیر و برکات سے اللہ تعالیٰ ہمیں مستفید فرمائے، آمین

کیا وہ عافیہ صدیقی ہے؟

﴿ مضمون نگار : جناب عرفان صاحب صدیقی ﴾

برطانوی خاتون صحافی ریڈلی نے جب ہفتہ بھر پہلے خبر دی کہ امریکیوں کے زیرِ کمان افغانستان میں بگرام کے ہوائی اَڈے پر قائم عقوبت خانے میں ایک پاکستانی خاتون گزشتہ چار سال سے بند ہے تو میرے دِل پہ ایک خنجر سا چلا۔ اِسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اُس نے کہا بگرام کے بندی خانے میں وہ تنہا خاتون ہے اُسے شدید تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ رات کے پچھلے پہر جب اُس کی دَردناک چیخیں بلند ہوتی ہیں تو قیدیوں کے دِل دَہل جاتے ہیں۔ وہ بگرام کے عقوبت خانے کی بھوت بن چکی ہے۔ ایسا کبھی کسی مغربی خاتون کے ساتھ نہیں ہوسکتا وہ یقینا کوئی پاکستانی خاتون ہے۔ پاکستان کو اِس کا پتہ چلانا چاہیے۔ مجھے یوں لگا جیسے کسی نے میرا دِل چیر کر ایک دَہکتا اَنگارا اُس کے اندر رَکھ دیا ہو۔

میرا ذہن کوئی پندرہ سال پیچھے پلٹ گیا جب پریوں جیسے چہرے والی ایک خوبرو لڑکی جس کی شکل میری بیٹی سے بہت ملتی تھی، سر پر سکارف لپیٹے اَدب و احترام کی تصویر بنی میرے سامنے بیٹھی تھی۔ اُس کا چہرہ پاکیزگی کے نور میں گندھا تھا اور اُس کی آنکھیں مشرقی حیاء کے تقدس سے جھلک رہی تھیں تب وہ امریکا کی بوسٹن یونیورسٹی میں زیرِ تعلیم تھی اور غالبًا مذاہب کے تقابلی جائزے پر ایک مقالہ لکھ رہی تھی۔ اُس کی ماں عصمت صدیقی نے ایک دوست کے توسط سے اِسے رہنمائی کے لیے میرے پاس بھیجا تھا۔ وہ بلا کی ذہین، علم کی طلب اور جستجو کی تڑپ رکھنے والی لڑکی تھی۔ اُس عمر میں بھی وہ آزادانہ تجزیے اور جانچ پرکھ کا قرینہ سیکھ چکی تھی۔ میری اُس سے تین چار ملاقاتیں ہوئی اور پھر وہ اپنی یونیورسٹی لوٹ گئی۔ اُس کی والدہ کراچی میں تھیں جن کے ذریعے اُسکی خیر خبر ملتی رہتی تھی۔ بوسٹن یونیورسٹی اور میسی چیوسٹس انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی (MIT) کے ہر مرحلہ تعلیم میں اُس نے نمایاں کامیابی حاصل کی۔ امتیازی اعزاز کے ساتھ نیورولوجی میں ڈاکٹریٹ کیا۔

اُس کی ہر کامیابی پر اُس کی والدہ مجھے فون کرتیں اور ہر بار ایک جملہ ضرور کہتیں ''عافیہ آپ کو سلام کہہ رہی تھی'' پھر امریکہ میں تعلیم حاصل کرنے والے پاکستانی ڈاکٹر امجد خان سے اُس کی شادی ہوگئی۔ وہ

وہیں کہیں ملازمت کرنے لگی، بچے ہوئے اور پھر امریکہ کی مصروف زندگی نے اُسے نگل لیا۔ نائن الیون کے بعد وہ پاکستان آئی پھر امریکہ چلی گئی۔ 2003 میں پھر آئی۔ اُس دَوران کوئی روک ٹوک نہ ہوئی۔ پھر یکا یک ایف بی آئی پر اِنکشاف ہوا کہ عافیہ تو اَلقاعدہ کی بہت بڑی آپریٹر ہے۔ الزامات کا طومار باندھا گیا۔ اُسے باضابطہ ''مطلوب دہشت گرد'' قرار دے دیا گیا۔ اُس کی تصویر مبینہ دہشت گردوں کی البم میں سجادی گئی اُس تصویر کے چہرے پر بھی فرشتوں کے پروں جیسا اُجلا پن کھلا ہے اور اُس کی آنکھوں میں عفت مآب بیٹی جیسی پاکیزگی کے دیے جل رہے ہیں۔ اُس نے اُسی طرح سفید رنگ کا سکارف لپیٹ رکھا ہے جیسا وہ نوعمری میں لیا کرتی تھی۔ یوں لگتا ہے جیسے اِتنے ڈھیر سارے مرد وزَن کے ہجوم میں اُس کی تصویر بھی حیاء کی حدّت سے سلگ رہی ہے۔ تفصیل کے خانے میں لکھا ہے :

نام	:	ڈاکٹر عافیہ صدیقی
تاریخ پیدائش	:	۲ر مارچ ۱۹۷۲ء
مقام	:	کراچی (پاکستان)
قد	:	پانچ فٹ چار اِنچ
وزن	:	110 پاؤنڈ
بال	:	براؤن

یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ اُس کے سَر کی کتنی قیمت لگائی گئی تھی۔ یقینًا بہت بھاری ہوگی کہ فرعونوں کے سامنے پورے قد کے ساتھ کھڑے ہونے والوں کے سر بڑے قیمتی ہوتے ہیں، کوڑیوں کے مول تو وہ کھوپڑیاں ملتی ہیں جو جابروں کی دہلیز پر سجدہ ریز ہوتی ہیں۔

عافیہ 2003 میں پاکستان آئی۔ 30 مارچ کو جب پھول کھلنے کی رُت جوبن پر تھی، وہ اپنے پھول سے بچوں کے ہمراہ اپنی ماں کے گھر سے ایک ٹیکسی پر سوا ہوئی۔ اُسے اپنے چچا سے ملنے اِسلام آباد آنا تھا اور وہ کراچی ریلوے اِسٹیشن سے ٹرین پکڑنا چاہتی تھی۔ گھر سے اِسٹیشن تک کے سفر کے دوران وہ لاپتہ ہوگئی۔ چند دِن بعد ایک پُراسرار شخص چمڑے کی جیکٹ پہنے سر پر سرخ ہیلمٹ رکھے موٹر سائیکل پر سوار آیا۔ اُس نے عافیہ کی غمزدہ ماں سے کہا: ''گھبرانے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں عافیہ بچوں سمیت محفوظ ہے۔ اگر آپ اپنی

بیٹی اور نواسوں کی صورت دیکھنا چاہتی ہیں تو اپنی زبان بند رکھیں اور اِس بات کو مسئلہ نہ بنائیں ۔''

ماں نے زبان تو بند رکھی لیکن وہ اُس بے کلی کا کیا کرتی جس نے اُسے دہکتے اَلاؤ میں جھونک دیا تھا وہ بیٹی کو ڈھونڈنے امریکہ جا پہنچی اور تیس کروڑ اِنسانوں کے سمندر میں اپنے جگر کا ننھا منا سا ٹکڑا تلاش کرنے لگی۔ عافیہ کو ملنا تھا نہ ملی۔ ماں گھر لوٹ آئی اور اِنتظار کا دِیا جلا کر دہلیز پر بیٹھ گئی، میں نے جب کبھی فون کیا، وہ بولی: ''تمہیں کیا بتاؤں؟ ..... کچھ پتہ نہیں چل رہا ..... جانے وہ کہاں ہے؟ کس حال میں ہے؟ اُس کے بچے کہاں ہیں ....؟ پھر اُس کی آواز گہرے پانی میں ڈوب جاتی اور کافی دیر بعد اُبھرتی ہے۔ اَب کے اُس کی گفتگو میں لفظ کم اور سسکیاں زیادہ ہوتی ہیں اور جب وہ اپنے ناتواں جسم کی ساری توانائیاں سمیٹ کر تقریباً چیختے ہوئے کہتی ہے ...... ''پتہ نہیں وہ زندہ بھی ہے یا نہیں .....'' تو میرا ہاتھ کپکپانے لگتا ہے اور میں رسیور کریڈل پر رکھ دیتا ہوں۔

جس دِن عافیہ اِسلام آباد آنے کے لیے گھر سے نکلی، تینوں بیٹے اُس کے ساتھ تھے۔ ایک کی عمر سات سال، ایک کی پانچ سال اور ایک کی صرف چھ ماہ تھی۔ معلوم نہیں یہ بچے اَب کہاں اور کس کے پاس ہیں؟ کیا خبر وہ بھی گلابی گالوں شہابی آنکھوں اور سنہری بالوں والی افغان بچیوں کی طرح امریکی بازاروں میں نیلام ہو چکے ہوں؟ 2003 میں ہی عافیہ کی بہن فوزیہ کو وزیر داخلہ فیصل صالح حیات نے بتایا کہ آپ کی بہن ٹھیک ٹھاک ہے اور بہت جلد گھر پہنچ جائے گی۔ اَب کوئی کچھ بتانے والا نہیں ..... 2005 میں بگرام جیل سے فرار ہونے والے چار قیدیوں نے ایک ٹیلی ویژن چینل کو بتایا تھا کہ ہم اَکثر کسی عورت کی اَندوہ ناک چیخیں سُنتے تھے جیسے اُسے سخت اَذیت دی جا رہی ہو لیکن ہم نے اُسے کبھی نہیں دیکھا۔

''حقوقِ انسانی کے معروف تنظیم ''ایشین ہیومن رائٹس ایسوسی ایشین'' نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ ''بگرام عقوبت خانے کی قیدی نمبر 650 ممکنہ طور پر ڈاکٹر عافیہ صدیقی ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ بے پناہ اَذیتوں کے باعث خاتون ذہنی توازن کھو چکی ہے اور بیشتر وقت چیخ وپکار کرتی رہتی ہے''۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کا کہنا ہے کہ اُسے مسلسل جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ میں نے اَبھی اَبھی عافیہ کی ماں کو فون کرنے کی کوشش کی۔ کئی گھنٹیوں بعد کسی نے فون اُٹھایا لیکن کسی بات سے پہلے ہی بند ہو گیا، میں نے دوبارہ کوشش کرنا چاہی تو خود میرا فون خاموش ہو چکا تھا میں نے پرانی ڈائری سے عافیہ کی بہن ڈاکٹر فوزیہ کا موبائل نمبر نکالا اور

فون کیا.......بیل پر نعتِ رسول ﷺ کے اَشعار چل رہے تھے :

فاصلوں کو تکلف ہے ہم سے اگر ہم بھی بے بس نہیں بے سہارا نہیں

کسی نے فون نہ سُنا کسی سے میری بات نہ ہوسکی۔ اچھا ہی ہوا ورنہ میں کیا پوچھتا اور کیا بتاتا؟ اگر قیدی نمبر 650 عافیہ ہی ہے تو یہ بھی اچھا ہوا کہ وہ ذہنی توازن کھو بیٹھی ورنہ ابوغریب والی فاطمہ کی طرح ہمیں خط لکھ بھیجتی تو ہم کیا کرتے؟ اُسے کیسے سمجھاتے کہ بیٹی! ہم تو خود ''وار آن ٹیرر'' کے دَست و بازو ہیں؟ اُسے کیونکر بتاتے کہ ہم نے خود ماؤں کے لختِ جگر کئی کئی سالوں سے غائب کر رکھے ہیں؟ اُسے کیسے بتاتے کہ ہم نے تو ڈالروں کے عوض بردہ فروشی کی ہے اور گوانتاناموکا چڑیا گھر بسایا ہے؟ اُسے کس طرح سمجھاتے کہ جس دیو کے خلاف وہ ہماری مدد چاہتی ہے ہم تو خود اُس کے غلام ہیں؟ اُسے کیونکر باوَر کراتے کہ ہمارے وزیراعظم کے دَورۂ امریکا کی کامیابی کے لیے اِس ایشو پر مٹی ڈالنا ''وسیع تر قومی مفاد'' میں ہے؟ اُسے کیونکر یقین دِلاتے کہ ہم سولہ کروڑ، رَاکھ کا ڈھیر ہیں اور وہ کسی چنگاری کی آرزو میں اِس راکھ کو نہ کُریدے۔

بگرام جیل میں عافیہ کی موجودگی کی خبر دینے والی برطانوی صحافی ریڈلی بھی ایک بار طالبان کی قید میں چلی گئی تھی۔ اپنی کتاب میں گیارہ روزہ قید کی رُوداد لکھتے ہوئے بتاتی ہے کہ ''طالبان اُسے بہن سمجھتے تھے اُسے پہلے کھانا کھلانے کے بعد خود کھاتے تھے۔ اُن کی خواتین اِس کے کپڑے دھوتی تھیں...........ریڈلی طالبان کے سلوک سے متاثر ہو کر مسلمان ہو چکی ہے۔ اَمریکیوں کے قید میں پڑی عافیہ اور طالبان کی قیدی بننے والی ریڈلی کی کہانیاں بتا رہی ہیں کہ دراَصل دہشت گرد اُجڈ، گنوار، بے ڈھب، اِنتہا پسند، خونخوار اور آدمخور کون ہے؟ اگر عافیہ واقعی ذہنی توازن کھو چکی ہے تو ہم سولہ کروڑ پاکستانیوں کو کوئی خطرہ نہیں؟ اُسے کچھ یاد نہیں ہوگا۔ وہ محمد بن قاسم والی کہانی بھی بھول چکی ہوگی لیکن عافیہ کا شجرۂ نسب تو محمدِ عربی ﷺ کے رفیقِ خاص سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ اگر روزِ محشر اُس نے نبی کریم ﷺ اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے رُوبرو ہماری شکایت کر دی تو ہمارا کیا بنے گا؟

دینی مسائل

﴿ طلاق کی قسمیں ﴾

طلاق کی قِسمیں :

طلاق تین قسم کی ہوتی ہے :

1۔ طلاق بائن :

ایسی طلاق جس میں نکاح بالکل ٹوٹ جاتا ہے اور دوبارہ نکاح کیے بغیر اُس شوہر کے ساتھ عورت کا رہنا جائز نہیں۔ اگر مرد اور عورت دونوں اکٹھے رہنے پر راضی ہوں تو پھر دوبارہ سے نکاح کرنا پڑے گا۔ ایسی طلاق کو ''طلاقِ بائن'' کہتے ہیں۔

2۔ طلاقِ مغلظہ :

وہ طلاق جس میں نکاح ایسا ٹوٹتا ہے کہ مرد و عورت دوبارہ آپس میں نکاح بھی کرنا چاہیں تو عدت کے بعد پہلے عورت کو کسی دُوسرے مرد سے نکاح کرنا پڑے گا اور اُس سے کم اَز کم ایک مرتبہ صحبت بھی ہو جس میں اِنزال شرط نہیں ہے۔ پھر جب دُوسرا شوہر بھی طلاق دے دے یا اُس کی موت ہو جائے تب عدت کے بعد پہلے شوہر سے نکاح ہو سکے گا۔ ایسی طلاق کو ''طلاقِ مغلظہ'' کہتے ہیں۔

3۔ طلاقِ رجعی :

وہ طلاق جس میں نکاح فوراً نہیں ٹوٹتا۔ صاف اور صریح لفظوں میں ایک یا دو طلاق دینے کے بعد اگر مرد کو پشیمانی ہو تو پھر سے نکاح کرنا ضروری نہیں۔ دوبارہ نکاح کیے بغیر شوہر عورت کو رکھ سکتا ہے اور پھر میاں بیوی کی طرح رہنے لگیں تو دُرست ہے، اِس کو رجوع کرنا کہتے ہیں۔ البتہ اگر شوہر طلاق دے کر اُس پر قائم رہا اور اُس نے طلاق سے رُجوع نہیں کیا تو جب طلاق کی عدت گزر جائے گی تب نکاح ٹوٹ جائے گا اور عورت جدا ہو جائے گی اور جب تک عدت نہ گزرے تب تک رکھنے نہ رکھنے دونوں باتوں کا اِختیار رہتا ہے، ایسی طلاق کو ''رجعی طلاق'' کہتے ہیں۔

اخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۱۶ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ/ ۲۰ جولائی ۲۰۰۸ء کو تقریب ختم بخاری کے بعد جامعہ مدنیہ جدید میں سالانہ تعطیلات ہوئیں۔

۲۸ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ مطابق ۲ اگست ۲۰۰۸ء کو جامعہ مدنیہ جدید میں وفاق المدارس کے سالانہ اِمتحانات نہایت خوش اسلوبی سے ہوئے، جامعہ کے ۲۰۷ طلباء نے وفاق کا امتحان دیا والحمدللہ۔

۶ شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ مطابق ۹ اگست ۲۰۰۸ء بروز ہفتہ سے دورہ صرف ونحو کا آغاز ہوا، ملک کے چاروں صوبوں سے آنے والے طلباء کی تعداد تقریباً چھ سوتھی، حضرت مولانا محمد حسن صاحب نے ''دورۂ صرف ونحو'' کرایا، ۱۰ اگست کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نے دورۂ صرف ونحو کے طلباء سے ''اِسلام کی حقانیت اور دیگر تمام مذاہب پر اِس کی برتری'' کے موضوع پر بیان فرمایا۔ دورہ کا اِختتام ۲۴ شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ/ ۲۷ اگست ۲۰۰۸ء کو ہوا، والحمدللہ۔

۱۵ شعبان المعظم کو جامعہ مدنیہ جدید کے طلباء کی بڑی تعداد نے اجتماعی روزہ رکھا جن کے لیے سحری اور افطاری کا اِنتظام کیا گیا۔

۲۲ اگست ۲۰۰۸ء کو جناب حافظ فرید احمد صاحب کراچی سے جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور جامعہ کی مسجد حامد میں نمازِ جمعہ ادا کی اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب سے ملاقات کی نیز جامعہ کی تعلیمی وتعمیری مصروفیات کو دیکھ کر خوشی ومسرت کا اظہار کیا۔

۲۴ شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ/ ۲۷ اگست ۲۰۰۸ء کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نے دورۂ صرف ونحو کے طلباء سے اَلوداعی بیان فرمایا۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمدللہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 5330310 - 42 - 92+ - 5330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 7726702 - 42 - 92+ - 7703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 0333 V فون نمبر : 6152120 - 42+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)